39 Zumar Makky Verses 70

۳۹۔ سورۂ زمر

مکی ہے لیکن تین آیتیں قل یاعبادی الذین الخ مدنی ہیں۔ اسکے حروف ۴۷۰۸ کلمے ۱۱۰۰۔ آیات ۷۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات سورہ بنی اسرائیل وسورہ زمر پڑھا کرتے۔ (ابن کثیر از نسائی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا

تنزیل الکتاب۔ مبتدا ہے من اللہ اسکی خبر ہے۔ اسمیں مشرکوں کا رد ہے جو کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنا لیا ہے۔ اسی لئے تاکیداً فرمایا۔ انا انزلنا۔ یا یہ کہ تنزیل تدریج کے لئے ہے اور انزال دفعی ہے یعنی ایک ہی بار کیلئے۔ بالحق۔ متلبسا بالحق او بسبب اثبات الحق۔ الدین۔ الطاعۃ تقول دان لہ یدین دینا ای اطاعہ (مختار)۔ ما نعبدھم۔ ای حال کونہ قائلین ما نعبدھم۔ لو اراد اللہ۔ یہ شرط ہے جسکا وقوع و جواز محال ہے۔ صرف کافروں کی جہالت ثابت کرنے کے لئے اسطرح فرمایا۔ اور تعلیق شرط بمحال بقصد متکلم جائز ہے (ابن کثیر) ۱۲

مولانا ابو الکلام آزاد (حاشیہ، قلمی، ناخواندہ)

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٥ قرآن کا اتارنا اللہ کی طرف سے
جو زبردست حکمت والا ہے۔ (اے نبی) ہم نے تمہاری طرف کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے
تم عبادت کرو اللہ کی اسطرح کہ اسکے لئے عبادت کو خالص کرنیوالے ہو۔ آگاہ رہو کہ اللہ
ہی کیلئے خالص عبادت ہے۔ اور جنھوں نے ٹھیرائے ہیں اُس کے سوا دوسری حمایتی (اور
کہتے ہیں کہ) ہم تو انکی عبادت صرف اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے مرتبہ قرب میں
نزدیک کردیں۔ بیشک اللہ ان کے درمیان اس امر میں فیصلہ فرمائیگا جسمیں وہ اختلاف
کرتے ہیں بیشک اللہ اُسی جو جھوٹا ناشکر ہو ہدایت نہیں دیتا۔ اگر اللہ چاہتا کہ (کسی کو) بیٹا بنائے
تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا پسند کرلیتا۔ وہ تو پاک ہے۔ وہی اللہ اکیلا زبردست ہے۔ یعنے
اللہ تعالےٰ جو عزیز و حکیم ہے اُس نے یہ کتاب اتاری ہے تو اسمیں فوائد دینی و دنیوی ضرور ہیں
اور توحید و نبوت و معاد کی جتنی باتیں ہیں سب برحق ہیں۔ انھیں حق باتوں میں سے یہ
بھی ہے کہ بندہ اخلاص سے اسکی عبادت کرے۔ اور پوری طرح ماسوی اللہ سے منہ پھیرلے
کیونکہ عبادت میں کسیطرح کا شرک جلی ہو یا خفی (یعنی ریا) اسکے لئے سزاوار نہیں ہے۔ برخلاف
مشرکوں کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم جو انکی پرستش کرتے ہیں صرف اسی لئے کہ وہ خدا کا ہمیں
مقرب بنادیں۔ اللہ تعالےٰ ان موحدوں اور مشرکوں کے اختلاف میں قیامت میں حکم
فرمائیگا۔ یعنی موحدین کو جنت کا اور مشرکین کو دوزخ کا۔ بیشک اللہ تعالےٰ جھوٹو نکو ہدایت

نہیں دیتا کیونکہ انھیں شریک خدا سمجھتے ہیں لیکن فرضی و مصنوعی توحید کے ثابت کرنیکے
لئے ایسی جھوٹی باتیں بناتے ہیں۔ اگر اصنام کو صرف شفیع مانتے ہیں اور فرشتوں کو صرف
واسطۂ تقربِ الٰہی جانتے ہیں تو انھیں خدا کی بیٹیاں کیوں بناتے ہیں۔ اگر بفرضِ محال
خدا چاہتا تو اپنی مخلوقات سے افضل و بہتر چیز کو اختیار کرتا یعنے بیٹوں کو نہ کہ ناقص
شئے کو جو بیٹیاں ہیں۔ وہ تو پاک ہے۔ وجوبِ ذاتی و استغناءِ مطلق اسی کیلئے ہے۔ اولاد کا
وہ محتاج نہیں۔ وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔ اور سب اُسکی قدرت کے آگے مقہور و عاجز ہیں
اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مخلوق قابلِ پرستش نہیں سوا اُس ایک ذات کے جسمیں
یہ صفتیں ہیں۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی
الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ

لہ کیونکہ اولاد کا ہونا احتیاج پر دلالت کرتا ہے تاکہ اولاد باپ کے بعد اوسکے قائم مقام ہو۔ یا اولاد سے انست
و لذت لی جاتی ہے۔ یا اور کوئی غرض ہوتی ہے۔ اور وہ اغنی الاغنیاء ہر غرض سے پاک ہے۔ ۲ے کیونکہ لڑکا
والد کے جزء سے ایک جزء ہوتا ہے اور وہ تمام ماہیت میں مماثلِ والد ہوتا ہے۔ یکور الیل والنہار۔ ای سخر
ھما یجریان متعاقبین لا یفترقان کل منہما یطلب الآخر طلباً حثیثاً کقولہ تبارک وتعالی یغشی اللیل
النہار یطلبہ حثیثاً ھذا معنی ما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاھد وقتادۃ والسدی
وغیرھم (ابن کثیر) کور الشیٔ ادارتہ وضم بعضہ الی بعض ککور العمامۃ وقولہ یکور اللیل فاشارۃ
الی جریان الشمس فی مطالعھا وانتقاص اللیل والنہار وازدیادھما (مفردات) تکویر کے معنے لپیٹنے کے
ہیں۔ جیسے عمامہ کی تکویر ہوتی ہے اور اس تشبیہ کے چند وجوہ ہیں (۱) رات اور دن دونوں متعاقب ہیں یا

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اُس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ رات کو
دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔ اور سورج اور چاند کو مطیع کیا۔ ہر ایک ایک
وقت معین تک چلتا ہے۔ آگاہ رہو وہی غالب بخشنے والا ہے۔ اس نے تمھیں ایک شخص
(یعنی آدم) سے پیدا کیا پھر اُن سے اونکی بی بی (حوا) کو پیدا کیا۔ اور تمھارے لئے آٹھ قسم کے
چوپائے اوتارے۔ تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ میں (ایک) وضع کے بعد (دوسری) وضع سے تبدیل کر کے تین اندھیروں میں
پیدا کرتا ہے۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے اسی کیلئے بادشاہت ہے کوئی معبود اوسکے سوا نہیں
پس تم کہاں پھیرے جاتے ہو۔ ان آیتوں میں اپنی الٰہیت کی چند صفتیں بیان فرماتا ہے
(۱) آسمان و زمین کی پیدایش۔ (۲) رات اور دن کا یکے بعد دیگرے سرعت سے آنا (۳)
سورج اور چاند کا مسخر ہونا (۴) آدم علیہ السلام کی خلقت (۵) اونکی بیوی حوا کی اونہی کی

اِمَّهٰتِكُمْ حمزہ کسرہ ہمزہ و میم سے بحالت وصل اور کسائی صرف کسرہ ہمزہ سے وصل میں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جب ایک دوسرے کے بعد آیا تو گویا کہ وہ اسکو لپیٹ لیا (۲) ہر ایک ایک دوسرے کے بعد متکرر ہوتے رہتا ہے۔ جیسے عمامہ کے پیچ ایک دوسرے کے بعد ہوتے ہیں۔ (۳) ہر ایک میں اوسیقدر زیادتی ہوتی ہے جسقدر دوسرے میں کمی ہوتی ہے۔ جسطرح حدیث میں آیا۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور (بیشی کے بعد نقصان)
انزل۔ نزل بکذا و انزلہ بمعنی و انزال اللہ تعالیٰ نعمہ و نقمہ علی الخلق اعطاؤھم ایاھا۔ وذالک اما بانزال الشئ نفسہ کانزال القرآن۔ واما بانزال اسبابہ والھدایۃ الیہ کانزال الحدید واللباس ونحو ذالک (مفردات) ۱۲

منزل ۶

پسلی سے پیدائش (۶) آٹھ نر مادہ یعنی بھیڑی کا جوڑا۔ بکری کا۔ اونٹ کا۔ گائے کا۔ چونکہ عرب میں اون کے گوشت دودھ اور بالوں سے بہت نفع ہے اس لئے انکا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ (۷) ترتیب تخلیق انسانی کو بیان فرماتا ہے یعنی پہلے سفید نطفہ ہوتا ہے۔ پھر وہ رنگ بدل کر خون ہوجاتا ہے۔ پھر لوتھڑا ہوتا ہے۔ پھر صنعت الٰہی سے اوسمیں ہڈیاں اور پٹھے اور بے شمار رگیں اور اپر گوشت چڑھایا جاتا ہے۔ پھر اوسمیں روح پھونکی جاتی ہے تو جاندار بنجاتا ہے۔ پھر عرصہ تک تین تاریکیوں میں رہتا ہے۔ (۱) پیٹ کا اندھیرا (۲) رحم کا اندھیرا (۳) رحم کے اندر اُس جھلی کا اندھیرا جس میں بچہ رہتا ہے۔ یہ جس کے افعال ہیں وہی تو اللہ تعالے ہے۔ جو تم سب کو پرورش کرتا ہے۔ دنیا وآخرت میں اوسی کی بادشاہت ہے۔ کوئی اسکے سوا ان صفات سے موصوف نہیں کہ جسکو الوہیت میں کچھ بھی دخل ہو پھر تم لوگ اسکی عبادت میں کسی کو کیوں شریک کرتے ہو۔ تمھاری عقل کہاں چلی گئی اس عمدہ تفہیم وبیان پر بھی اگر تم کفر سے باز نہ آؤ تو میں تمھاری سے بے نیاز وبے پروا ہوں جسطرح ارشاد ہے۔

۱۸ ع ۱ / ۲

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۵) اگر تم کفر کروگے تو بیشک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنی بندوں کیلئے

یَرْضُهٗ مکی وابن ذکوان وکسائی اور دوسری وجہ میں دوری بھی ضمہ کے صلہ کے ساتھ۔ یَرْضَهُ سوسی اور پہلی وجہ میں دوری وہشام سکون

ک ابن عباس ومجاہد وعکرمہ وغیرہم سے اسی طرح مروی ہے (ابن کثیر)۔

کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو گے تو اوسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اوٹھانیوالا
دوسرے شخص کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔ پھر تمہارے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے پس وہ تمھیں اس سے
آگاہ کریگا جو تم کرتے ہو اس لئے کہ وہ سینوں کی چھپی باتوں سے واقف ہے یعنی نہ مجھے
تمھاری عبادت کی نہ تمھاری ذات کی پروا ہو جو تم کروگے وہ پاوگے۔ ہاں میں کفر سے ناراض
ہوں ایمان سے خوش ہوں۔ اور یہ جو نصارے کہتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو مسیح نے اپنے
پر لادلیا اور ہمارا کفارہ بنکر سولی پر چڑھ گیا۔ اور اس قسم کے سب اقوال بیہودہ ہیں اس لئے
کہ کوئی شخص کسیکا بارِ گناہ نہ اٹھائیگا بلکہ ہر ایک پر اسی کی بار ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ کے
پاس جاوگے تو وہ تمھارے ظاہری و باطنی اعمال سے آگاہ فرمائیگا کیونکہ اس سے کوئی شے چھپی
ہوئی نہیں جب مذمتِ شرک و کفر اور مدحِ توحید و عبادت کا ذکر فرما چکا اب کافروں کے
تناقص طریقہ کو بیان فرماتا ہے۔ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا
خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط
قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ اور جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے
تو وہ اپنے پروردگار سے اوسی کی طرف رجوع کرکے دعا کرتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ع ۱۷

خولہ۔ خولہ الشئ تخویلا ملکہ ایاہ (مختار) تخویل دادن وملک گردانیدن چیزی را بکسے (صراح) اندادا۔ ند الشئ
مشارکہ فی جواھرہ۔ وذلک ضرب من المماثلۃ فان المثل یقال فی ای مشارکۃ کان۔ ولیس کل مثل
ندا۔ ویقال ندہ وندیدہ وندیدتہ (مفردات) ند بالکسر مانا (صراح) ۱۲

اوسکو کوئی نعمت دیتا ہے تو وہ جن کیلئے پہلے دعا کرتا تھا اوسے بھول جاتا ہے اور اللہ کے لئے

شریک ٹھیراتا ہے تاکہ (دوسروں کو) اوسکی راہ سے گمراہ کرے (اے نبی) کہدو کہ تو اپنے کفر سے

چندروز فائدہ اٹھالے۔ اس لئے کہ تو دوزخیوں میں سے ہے یعنی کافر ضرورت کے وقت اللہ وحدہ لاشریک لہ کو پکارتا ہے۔ اور جب فراغت ورفاہیت ہوتی ہے تو جس مصیبت کے دور ہونیکے لئے دعا کرتا تھا اُسے بھول جاتا ہے۔ بلکہ بھولنے کے علاوہ اُس نعمت کو اپنے خیالی شرکا کی طرف سے سمجھتا ہے۔ اور اس اعتقاد سے دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اب خداوند عالم تاکید شدید سے فرماتا ہے کہ چندروز ناشکری کرلے اس لئے کہ تو انجام کار جہنمیوں سے ہے۔ اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ "جس نعمت سے بندہ اپنے مولا ومنعم کو بھولے وہ نعمت نہیں عذاب ہے"

مشرکوں کے بعد متوکلوں کا حال بیان فرماتا ہے۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ

قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

آمَنْ نافع ومکی وحمزہ میم کی تخفیف سے

لہ اس معنی میں حذف مضاف ہے۔ الیہ ای الی کشفہ یا اپنے رب کو بھول جاتا ہے جسکی جانب تضرع کیا کرتا تھا تو اس صورت میں ما کے معنے مَنْ کے ہوں گے (نیشاپوری) قانت۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال القانت المطیع للہ عزوجل ولرسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور اس آیت سے اُن لوگوں کا استدلال بھی صحیح ہے جنھوں نے قنوت کے معنی خشوع کے لئے (ابن کثیر) آناء اللیل۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ جوف اللیل (ابن کثیر) آناء اللیل ساعاتہ۔ قال الاخفش واحدھا انی مثل معی (مختار) ۱۲-

اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (بھلا یہ ناشکر مشرک بہتر ہے) یا وہ شخص جو خشوع کرنیوالا
ہو رات کی گھڑیوں میں حالتِ سجود اور حالتِ قیام میں۔ آخرت سے ڈرتا ہے۔ اور اپنے پروردگار
کی مہربانی کی امید رکھتا ہے۔ (اے نبی) کہو کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں (ان
آیتوں سے) وہی نصیحت لیتے ہیں جو عقلمند ہیں اسمیں رات کو جاگنے کی اور تہجد کی فضیلت
ہے۔ کیونکہ شب بیداری ریاکاری سے دور ہے۔ اور اُسوقت میں حضور زیادہ ہوتا ہے حواس لہ
خارجی امور سے فارغ رہتے ہیں۔ عابد باوجود اس شب بیداری کے قہر الٰہی سے ڈرتا اور
رحمت نامتناہی کا امیدوار رہتا ہے کبھی قبض کبھی بسط ہے یہ انکی حالت ہے جنھیں علم ہے اور
وہی عبادت کرتے ہیں۔ اور جو عالم ہوکر عبادت نہ کرے وہ گویا جاہل ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ عالم
وغیر عالم برابر نہیں ہوسکتے۔ بعد فضیلتِ علم تقویٰ و نکوکاری وغیرہ کا حکم فرماتا ہے۔ قُلْ
یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَاَرْضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةٌ اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (اے نبی مسلمانوں سے کہو) اے

لہ چونکہ سارے بُرے خیالات حواس ہی کے ذریعہ سے دل میں سماتے ہیں۔ اس لئے انکی حفاظت کے لئے
صوفیہ تاکید فرماتے ہیں۔ مولانا ؎

فہم آب ست و وجود تو سبو	چوں سبو بشکست ریزد آب زو
ایں سبو را پنج سوراخست ژرف	اندرو نے آب ماند خود نہ برف
از دہانت نطق فہمت را برد	گوش چوں ریگ آب فہمت را خورد
ہمچنیں سوراخہاے دیگرست	می کشاند آب فہم مضمرت

آیت ۱۰

میرے بندو جو ایمان لائے پروردگار سے ڈرو۔ جن لوگوں نے اسی دنیا میں نیکی کی اُنکے لئے بھلائی ہے۔ اور اللہ کی زمین کشادہ ہے۔ صبر کرنیوالوں ہی کو انکا اجر بحساب دیا جائیگا۔ یعنے ایمان ایسی صفت ہے کہ اسکے لئے تقوے ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے مومنین کو تقوی کا حکم فرمایا۔ اور ہر متقی جب تک دنیا میں رہیگا اچھے عمل کریگا۔ پھر اُسکا بدلہ دنیا و آخرت میں بھی بہتر ملیگا۔ ہاں جو اچھے کام اپنے ملک میں نہو سکیں اور لوگ گناہ کی طرف بلائیں تو اللہ تعالے کی زمین وسیع ہے۔ اُس شہر کی طرف ہجرت کرکے چلے جائیں جہاں اطمینان سے عبادت ادا ہو۔ ہاں اپنا شہر چھوڑنے میں تکلیف ضرور ہوگی اسی لئے صبر کرنیوالوں کو ثواب بھی بیحساب ہے۔ پھر یہ نہ سمجھنا کہ یہ عبادت و تقوی کا حکم تمھارے لئے خاص ہے۔ بلکہ مجھے بھی یہی حکم ہے۔ حالانکہ میں مستغرق توحید الٰہی ہوں۔ جسطرح ارشاد ہے۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (اے نبی) کہدو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی اسطرح عبادت کروں کہ اُسکے لئے عبادت کا خالص کرنیوالا ہوں۔ اور مجھے (اخلاص کا[ع]) حکم دیا گیا ہے تاکہ میں سب مسلمانوں میں سے پہلا ہو جاؤں یعنے[ل] اُس امت میں سے کیونکہ دین میں سبقت اخلاص سے ہی ہوتی ہے یا تمام فرمانبرداروں میں سے سب سے سابق۔ اور صف اول میں سب سے

ع و امرت بذلک لان اکون مقدمھم فی الدنیا والاٰخرۃ لان قصب السبق فی الدین بالاخلاص (بیضاوی)

ل قال السدی یعنی من امتہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم (ابن کثیر) اس معنی کے لحاظ سے اولیت زمانی ہوگی اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اولیت شرف و رتبہ میں ہے ۔ ۱۲

آگے میں ہوں۔ باوجود اسکے اسکی نافرمانی موجب عذاب سمجھتا ہوں جسطرح ارشاد ہے۔ قُلْ
اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ (اے نبی) کہدو کہ بیشک اگر میں اپنے ۱۳
پروردگار کا حکم نہ مانوں تو بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس آیت
سے غیروں کی تنبیہ مقصود ہے یعنے اگر بفرض محال خدا کی نافرمانی مجھسے ہوجائے تو میں عذاب
الٰہی سے ڈرتا ہوں۔ حالانکہ میں خدا کا رسول ہوں۔ تمھیں تو ضرور ہی ڈرنا چاہئے
پھر کافروں کو پوری طور سے اسطرح تہدید فرماتا ہے۔ قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ
دِیْنِیْ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ۱۴
اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ○ (اے نبی) کہدو کہ میں تو اللہ ہی کیلئے
اپنی عبادت کو خالص کرکے اسی کو پوجتا ہوں۔ اب تم اسکے سوا جسکو چاہو پوجو۔ کہدو ۱۵
کہ نقصان والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن

لہ اس آیت میں جملہ شرطیہ مذکور ہے۔ یعنے اگر ایسا کروں تو عذاب کا خوف ہے۔ اور شرطیہ جملہ تو محالات میں بھی کہا جاتا ہے جیسے ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ یعنے اگر اللہ کو اولاد ہو تو پہلا بندگی کرنے والا میں ہوں۔ مخلصا له۔ اسے مکرر نہ سمجھے۔ بلکہ پہلے اس بات کی آپ نے خبر دی کہ مجھے عبادت خالص کا حکم ہے جس میں شرک جلی ہو نہ خفی۔ اب اس میں اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ جس بات کا میں مامور ہوں اسے پوری طور سے ادا کرتا ہوں۔ اسی لئے یہاں فعل کو موخر کرکے اللہ اعبد فرمایا اور تہدید فاعبدوا کو بھی متصل ذکر کیا۔ ۱۲

نقصان میں رکھا۔ خبردار ہو جاؤ یہی توصریح نقصان ہو۔ یعنی دنیا و بیلا آخرت ہی ہر کام میں آخرت پیش نظر ہو۔ پھر ہر طرح کا نفع قیامت میں حاصل ہوگا۔ ورنہ ہر طرح کا نقصان۔ ایک بزرگ نے فرمایا۔ اَلدُّنْیَا وَسِیْلَۃُ الْمَرْءِ غَدًا۔ فَلَا تَجْعَلِ الْوَسِیْلَۃَ مَقْصَدًا۔ اب اُن کے نقصان وخرابی کی شرح فرماتا ہی۔ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ ان کیلئے اون کے اوپر آگ کے طبق ہیں۔ اور ان کے نیچے سے بھی ہی ہر جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہو۔ اے میرے بندو پس مجھسے ڈرو۔ آگ کے طبق اوپر نیچے ہونے سے یہ مراد ہی کہ آگ انھیں گھیر لیگی پھر وعید کے بعد وعدہ کی خوشخبری دیتا ہو۔ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اور جو لوگ کہ بتوں کی پرستش کرنیسے بچے اور اللہ کی طرف رجوع ہوی انکے لئے خوشخبری ہے[1] تو میرے اُن بندوں کو خوشخبری[2] دو۔ جو بات سنتے ہیں پھر بہتر بات پر چلتے ہیں یہی لوگ ہیں

عِبَادِی سوسی زیادت یاء مفتوحہ بعد دال کے وصل میں۔ اور وقف میں یاء ساکن ہے

ظُلَل۔ ظُلّہ کی جمع ہے۔ ساتھ ضمہ اور تشدید لام کے۔ سایبان (منتخب) یعنے جب کہ نار میں جا گریں گے تو ہر طرف انکے ہی آگ ہوگی جسطرح دوسری آیت میں فرمایا۔ یوم یغشاهم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم۔ [1] پہلے جملہ میں تخلیہ (رذائل سے دور ہونا) ہے۔ دوسرے میں تحلیہ (فضائل سے آراستہ ہونا) ہے۔ [2] یعنے ایسی سچی خبر جو باعث سرور وشادمانی اور سبب حصول آمال وامانی ہے

جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں جو اس صفت سے متصف ہیں اللہ تعالے
نے انھیں کو ہدایت دی اور انھیں کے جوہرِ نفوس اس فیضِ ہدایت کے قبول کرنیکے
لائق ہیں۔ بخلاف اُن لوگوں کے جنمیں یہ قابلیت نہیں ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ حَقَّ
عَلَیْہِ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ؗ بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم صادر ۱۹
ہو چکا تو کیا اسے بھی تم اُسے جو دوزخ میں ہے نکال سکتے ہو۔ یعنی جسے اللہ تعالے نے
شقیوں میں سے لکھ دیا جیسے ابو جہل وغیرہ پھر اُسے کون ہدایت کرکے آگ سے بچا سکتا ہے
بعد شقیوں کے متقیوں کے ثواب کا بیان فرماتا ہے۔ لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ
غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِھَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّۃٌ ۙ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۬ؕ وَعْدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ ۲۰
الْمِیْعَادَ ۝ لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کیلئے بالاخانے ہیں۔ اُن
بالاخانوں کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں۔ جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں اللہ کا وعدہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسکے تین وقت ہیں (۱) موت ہے۔ الذین تتوفاھم الملئکۃ طیبین یقولون سلام علیکم
(۲) دخولِ جنت۔ والملئکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم (۳) ملاقاتِ حق۔
تحیتھم یوم یلقونہ سلام۔ ؎ حدیث نفس وشیطان۔ اور الہام ملک ورحمن بھی اسی میں داخل ہے
تو نفس وشیطان کی مخالفت کرتے ہیں اور الہام ملکی ورحمانی کے عامل بنتے ہیں۔ غرف۔ جمع غرفہ۔ بالاخانہ
بر کنار بام کہ آنرا بفارسی پرواره گویند (منتخب) جنت کے منازل کو غرف کہتے ہیں جسطرح مفردات میں ہے۔
وعد اللہ۔ مصدر موکد ہے کیونکہ لھم غرف معنی میں وعدہ کے ہے۔ گویا یوں ہے وعدھم اللہ تلک
الغرف والمنازل وعدًا۔ ؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی اُن غرف وقصور کو

(ہے اور) اللہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ پھر جب آخرت کی یہ نعمتیں مومنوں کیلئے مہیا ہیں تو
دنیائے فانی کی طرف متوجہ ہو جانا عقلمندوں کا کام نہیں۔ چنانچہ دنیا سے اسطرح نفرت دلاتا

ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا ۲۱
مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي
الْاَلْبَابِ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اس پانی
کو چشموں میں بہایا جو زمین پر ہیں۔ پھر اس پانی سے مختلف رنگ کی کھیتی نکالتا ہے
پھر (ہری ہونیکے بعد) خشک ہو جاتی ہے۔ پس تو اُسے پیلی دیکھتا ہے۔ پھر (اللہ) اُسے
ریزہ ریزہ کر ڈالتا ہے۔ بیشک عقلمند لوگوں کے لئے اسمیں نصیحت ہے۔ یعنی انسان کا بھی یہی[1]

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسطرح دیکھیں گے جسطرح تم ستاروں کو آسمان میں دیکھتے ہو (ابن کثیر از امام احمد و بخاری و
مسلم) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے یہ محل انھیں کے لئے تیار فرمائے ہیں جو کھانا کھلاتے
نرمی سے بات کرتے پے در پے روزے رکھتے۔ لوگ سوگئے وقت نماز پڑھتے ہیں (ابن کثیر از امام احمد)۔
ینابیع۔ جمع ینبوع۔ جیسے نہریں۔ دریا۔ جھیل۔ چشمہ وغیرہ جس سے پانی نکلے۔ اور رواں ہو۔ ینابیع منصوب
بنزع خافض ہے۔ اصل میں فی ینابیع ہے۔ یا اصل میں سلوکٗ ینابیع ہے۔ مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ
قایم مقام کیا گیا۔ (خفاجی) الوان۔ لون کی جمع ہے جس کے مشہور معنی رنگ کے ہیں اور نوع وقسم کے
معنی بھی ہیں۔ جسطرح الوانِ طعام کہتے ہیں۔ یھیج۔ ھاج النبت یھیج ھیاجا بالکسر ای یبس۔
(مختار) حطاما۔ والحطام ما یتکسر من الیبس (مفردات) حطام شکستہ شدہ (منتخب)۔
[1] اللہ تعالےٰ نے اکثر جگہ زندگیٔ دنیا کو روئیدگی سے تشبیہ دی ہے جو چند روز کے بعد چورا چورا ہو کر

حال ہوتا ہے۔ اگرچہ کتنی ہی عمر دراز ہو۔ رنگ زرد ہوتا ہے۔ اعضاء جواب دیتے ہیں آخر میں موت آتی ہے۔ لیکن اس بیان سے وہی عبرت لیتے ہیں جن کے سینہ کو اللہ تعالےٰ منور کرتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ پس کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہے۔ تو وہ اپنے پروردگار کے جانب سے نور پر ہے۔ (سخت دل کے برابر ہو سکتا ہے) پس جن لوگوں کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں اون کیلئے خرابی ہے یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ شرحِ صدر یعنے دل کا کشادہ ہونا شرعی احکام کی تعمیل سے ہوتا ہے۔ جس سے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ جن سخت دلوں میں اللہ کی یاد نہیں انکی خرابی وگمراہی ہے۔ بعضے بزرگوں نے کہا کہ نور تین قسم کا ہے (۱) نورِ زبان جو توحید و

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) فنا ہو جاتی ہے۔ بطور تاویل پانی سے مراد فیضِ روحانی ہے جو آسمانِ دل سے زمین بشریت پر آکر حکمت کے چشمے بن جاتا ہے پھر اس سے اعمال بدنی کی کھیتی جو اقسام کی ہوتی ہے۔ جیسے نماز، روزہ زکوٰت، حج، جہاد وغیرہ۔ پھر سوکھ گئی ہے۔ یعنے ریاکار کے عمل موافق شرع تر و تازہ ہرے بھرے ہوتے ہیں۔ پھر آفت عجب وریا سے پہلے بے نور ہو جاتے ہیں۔ پھر قہر کی ہوائیں چورا چور کر دیتی ہیں جس سے سوائے حسرت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا (تاویلات نجمیہ) شرح۔ اصل الشرح بسط اللحم۔ ومنه شرح الصدر اى بسطه بنور الهى وسكينة من جهة الله وروح منه (مفردات) للقسية القسوة غلظ القلب۔ واصله من حجر قاس (مفردات) قسوت وقساوت بالفتح سخت دل شدن وسیاہ دل شدن (منتخب) من ذكر الله۔ یہ من اجلیہ وسببیہ ہے۔ یعنے ذکر الٰہی جو باعث اطمینان و شرح صدر ہے انکی قسوت زیادہ ہوتی ہے۔ سلہ یہ من کی خبر محذوف ہے جسپر فویل للقاسیۃ دال ہے ۱۲

شہادت ہے (۲) نورِ جسم جو خدمت وطاعت ہے (۳) نورِ دل - جو شوق ومحبت ہے۔
عوام کا نور مثلِ شمع ہے - اولیا کا نور مثلِ قمر ہے۔ انبیا علیہم السلام کا نور مثلِ آفتاب۔
اللہ تعالیٰ نے خود کو بھی نور فرمایا۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نور فرمایا۔ اور
ہم مسلمانوں کو بھی اس آیت میں نور حاصل ہونے کی خوشخبری دی۔ جس سے ذکرِ
الٰہی جاری رہتا ہے۔ برخلاف سخت دلوں کے کہ ذکر کے وقت ان کے دل نرم نہیں ہوتے
(کلمہ) ذکر - فی الجملہ غفلت سے حضور کی طرف رجوع ہونا ہے۔ اور ذکر کے مرتبے ہیں
ذکرِ زبان - ذکرِ دل - ذکرِ روح - ذکرِ سر - اور تمام سے ذکر۔ ذکرِ زبان کلمہ لا الٰہ الا اللہ
یا اللہ اللہ سے مراد ہے۔ اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے اسے طریقے کا رکن ٹھیرایا ہے۔
حضرت ابراہیم ادہم کو طریقت سے سوال کیا گیا۔ فرمایا ہمیشہ ذکر کرنا اور ہمیشہ مخالفت
(نفس) جاننا چاہیے کہ ذکر کا اطلاق قرآن وتسبیح وتہلیل ودعا واسما ومناجات پر
ہوتا ہے۔ لیکن صوفیوں کی اصطلاح میں کلمۂ توحید پر اطلاق ہوتا ہے - اور انھیں
ذکر میں ہیئتِ مخصوصہ ومشروطہ مقرر ہیں بعض ایسے ہیں کہ صرف تلقینِ شیخ کے بعد
اسے شروع کرتے ہیں - کیونکہ وہ مصالحِ مرید کو زیادہ جاننے والا ہے۔ کبھی مرید کا مزاج
صرف قراءتِ قرآن کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یا کلمہ اللہ اللہ کی یا کسی اور اسم کی - تو

لہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ ۲ہ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۵۔

مرید کو چاہئے کہ کوئی اسم نہ شروع کرے مگر بعد تلقین شیخ کے۔ اور انھیں شروط ذکر میں
سے ہے کہ ذکر کے وقت جلسۂ تشہد کرے۔ اور اُن کے پاس ذکر مشابہ نماز ہے۔ اسی لیے[1] دونوں
ہتیلیوں کو دونوں زانوں پر رکھے۔ اور ذکر کی ابتدا سینہ سے کرے اور سر کو حرکت دیکر
سیدھی طرف لیجائے۔ اور آخر ذکر میں بائیں طرف لائے۔ اور اس ہیئت کو اسی لیے
اختیار کیا گیا ہے کہ لفظ اللہ کہنے کے وقت منہ دل کے مقابل ہووے۔ اور اس ہیئت کے
برکات دوسرے میں نہیں پائے گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اعضا ر حرکت کلی سے جب
مشغول ذکر ہوتے ہیں تو وسوسے کم آتے ہیں اور یہ امر مجرب ہے۔ اور شروط ذکر زبانی
سے دل کا حضور ہے یعنے کلمہ توحید کے معنے سمجھنا ہے۔ بعضے معبودان باطل کی نفی
کرتے ہیں اور الوہیت حق کا اثبات۔ یہ عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور حضور کا
کمتر درجہ ہے۔ بعضے ماسوائے قوت و قدرت و فعل و ارادہ کی نفی کرتے ہیں اور
حق سبحانہ کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ یہہ نفی و اثبات میں اعلے مرتبہ ہے۔ اور کلمۂ توحید کا
ذکر اوس توحید میثاق[2] کے یاد دلانے کے لئے ہے۔ کہ اُس عہد کو اس کلمہ کے کہنے سے یاد
کرتے ہیں۔ اور یہ سماع ایمانی گوش یقین سے ہے۔ اور ذکر دل نتیجۂ ذکر زبان ہے جب

لے جبرئیل علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ دوزانو بیٹھے۔
اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر رکھے ۱۲ چونکہ ذاکر بھی جلیس خدا ہے اس لئے اسی جلسہ سے بیٹھنا چاہیے
ٹے حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ وہ عہد گویا اب میرے کان میں ہے ۱۲

مداومت ذکر حضورِ قلب ہو ساتھ سکوت زبان کے کرے۔ اُسکا دل سکوت میں بھی ذاکر رہے
اور اُس مقام کے حاصل ہونے کی یہ علامت ہو کہ بعضے وقت یا اکثر اوقات جسقدر اُس
مقام میں قرار رہتا ہو بعینہ اپنا ذکر بعض اشیا سے یا تمام اشیا سے سنتا ہو۔ اور ذکرِ روح
حضورِ مطلق ہو۔ پس حق تعالے سے ایک پلک مارے غافل نہووے۔ اس لئے کہ تمام اشیا
کا قیام حق تعالے سے مشاہدہ کرتا ہو۔ پس روح ساتھ توحیدِ حق کے وجود میں منجذب ہوتی
ہو۔ اور علامت اس صاحبِ قیام کی یہ ہو کہ ہر شے کی جو تسبیح خاص ہو سنتا ہو۔ اور جو اس
مقام میں متمکن ہو اُسکی یہ علامت ہو کہ توحیدِ افعال کا مشاہدہ کرے۔ اور ذکرِ سر۔ ذاکر و ذکر
کا مذکور میں فنا ہوتا ہو۔ اور ذکرِ سر کی شرح سوا اسکے نہیں ہوسکتی ہو کہ عبدِ ذاکر کا اپنے
سے مذکور کی طرف منجذب ہوتا ہو۔ اور ذکرِ سر مناظرِ شہود سے ایک منظر ہو۔ اور یہ ذکر باللہ ہو
اور جو اسکے قبل گذرا وہ ذکر للہ ہو۔ اور تمام سے ذکر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ تمام اجزا بندہ ذاکر
حق سبحانہ ہوویں۔ اُس وقت ذکرِ لسانی و قلبی و روحی حاصل ہوگا۔ اور اسمیں ذکرِ
سر سے یہ زیادتی ہو کہ حق سبحانہ زبانِ عبد سے آپ اپنا ذاکر ہوتا ہو۔ اور علامت اِس
مقام کی یہ ہو کہ بندہ منہ اور جسم و گوشت و استخوان ظاہر و باطن اَنیت و ہُویت میں اپنے
نور پاوے۔ اور جو کچھ کہ اسکی طرف منسوب ہو اُس سے فنا ہوجائے۔ اور فنا سے بھی فنا ہووے۔
اور صحت اس ذکر کی بعضے مناظرِ وجود میں ہوتی ہے۔ لیکن ذکر اللہ یعنی یاد کرنا حق تعالے کا

بندہ کو اعلےٰ مراتبِ ذکر سے ہے۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ یعنی اللہ تعالے کا تمھیں یاد کرنا تمھاری یاد
کرنیسے جو تم اُسے کرتے ہو بڑا ہے۔ اس لئے کہ یاد کرنا بندہ کا حق تعالے کو بندہ کو فانی کرتا ہے اور
ذکرِ حق تعالے بندہ کو موریثِ بقا ہے۔ اور پہلی بقا میں بندہ صفاتِ حق سے متصف ہوتا ہے۔ پھر
بقاءِ حق سے باقی ہوتا ہے۔ اور اسی مقام میں کہا جسنے کہ کہا۔ اَنَا الْحَقُّ۔ وَسُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ
شَانِیْ۔ **فقیر** کہتا ہے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ ذکر کرنیوالے پر سکینہ اترتی ہے اس لئے یہاں

تنبیہ (۳)

سکینہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ **کلمہ** سکینہ[1] روحِ الٰہیہ سے مراد ہے جس سے حق سبحانہ تعالے قلوبِ
اولیاء کو مدد دیتا ہے تاکہ حق سبحانہ کے کمالات دیکھنے کے لئے سلوک اختیار کریں۔ چنانچہ
اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا۔ وَاَیَّدْنٰہُ
بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ یہ سکینہ پیغمبروں اور اس امت کے کامل اولیاء اللہ کیلئے مخصوص ہے
جس سے عظمت و کبریا کے مطالعہ میں دلوں کو سکون ہوتا ہے۔ اور یہ جسمیں ہو۔ اوسکی
لئے سات علامتیں ہیں۔ (۱) اُسکے منہ پر نور کا چمکنا اور وقار کا ہونا۔ (۲) امورِ
حکمت الٰہیہ کی گفتگو کرنا۔ (۳) غیب کے چیزوں کی خبر دینا۔ (۴) سوائے حق کے
ظاہر و باطن میں سکون کا ہونا۔ (۵) اطمینان حاصل ہونیکے سبب سے احکامِ

---

[1] سکینۂ تابوتِ بنی اسرائیل ایک ہوا تھی۔ کہ جب دونوں صفیں جنگ کی آراستہ ہوجائیں تو وہ
ہوا بہادر کفار کے دلوں کو بزدل بنا دیتی اور وہ علامتِ فتح و نصرت بادشاہان بنی اسرائیل تھی۔
اور اُن کے انبیاء کا معجزہ تھا۔ ۱۲ منہ

نفس کا مٹ جانا (۶) ہمیشہ سلوکِ فی اللہ میں ترقی (۷) دعا کی قبولیت جس وقت کہ بندہ
قول سے یا ہمت سے یا ارادہ سے کسی شے کو طلب کرے حاصل ہو جانا۔ جو اعلےٰ درجہ
قبولیت کا ہے۔ سکینہ دل سے اور اطمینانِ نفس سے متعلق ہے۔ پس نفس کا اطمینان اُس کے
بُرے اوصاف کا دور ہونا ہے اور سکینت دل کا حق کے ساتھ قرار پانا ہے۔ تو بعض کو صفتِ
جمالیہ سے سکون ہوتا ہے۔ بعض کو صفتِ جلالیہ سے بعض کو صفتِ ذاتیہ سے۔ بعض کو
صفتِ کمالیہ سے۔ بعض کو صفتِ مقدسہ سے بغیر واسطے کے بلکہ سکونِ مطلق۔ یہ بندۂ
کامل واقفِ شیونِ الٰہیہ ذاتیہ ہوتا ہے۔ اور وہ ہر تجلیٔ الٰہی کے پوری طرح سے آداب بجالاتا
ہے۔ یہ اعلےٰ درجہ عارفوں کا ہے۔ بعد ذکر افضل ذکر یعنے قرآنِ مجید اور اُسکے نفوس میں اثر
کرنے کی کیفیت اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ

اَلْحَدِیْث - کل کلام یبلغ الانسان من جهة السمع أو الوحي في یقظته او منامه (مفردات) ۱۲
مُتَشَابِهًا - قال ابن عباس یشبه بعضه بعضا (ابن کثیر) یعنے ما یشبه بعضه بعضا في الاحکام
والحکمة واستقامة النظم (مفردات) مَثَانِيَ - سمیت سور القران مثانی لانها تثنّٰی علی مرور
الاوقات و تکرر فلاتدرس (مفردات) مثانی "جمع مثنّٰی ساتھ ضمِ میم و تشدید نون کے معنٰی ہیں
مُردّد و مکرر کے" سفیان بن عُیینہ نے کہا کہ سیاق قرآن کبھی ایک طرح پر ہوتا ہے (جیسے آیاتِ صفاتِ الٰہی)
اور کبھی سیاق دوسری طرح ہوتا ہے۔ کہ جس شئے کا ذکر ہوا اُسکے ضد کا بھی ذکر ہوا تو یہ مثانی ہیں۔ جیسے مومنوں
کے بیان کے ساتھ کافروں کا بیان یا نعیمِ جنت کے ساتھ عذابِ جحیم کا (ابن کثیر) ۱۲-

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ ذٰلِکَ

هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ اللہ نے بہتر کلام

(یہ) کتاب نازل فرمائی (جسکی آیتیں) باہم مشابہ (ہیں اور) دوہرائی ہوئی ہیں۔ جس سے

ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کے جسم و دل

نرم ہوکر یادِ الٰہی کی طرف (متوجہ) ہوتے ہیں۔ یہ ہدایتِ الٰہی ہے جسے چاہتا ہے اسی سے ہدایت

دیتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کردے تو اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ قرآن مجید کو متشابہ

اسلئے فرمایا کہ اُسکی بعض آیتیں بعض کی مشابہ ہیں اعجاز لفظی و معنوی میں۔ اسلوبِ

عجیب میں یغیوب کے شامل ہونے میں۔ اصولِ علوم میں جسکا ذکر مقدمہ میں ہوچکا۔

اور مثانی قرآن کی دوسری صفت ہے۔ یعنی اسمیں تکرار ہے جسطرح بعضے قصے۔ مواعظ۔ احکام۔

کہ ہر وقت ایک نئی طرز و بلاغت سے اُسکا بیان ہے۔ یا یہ کہ تلاوت میں مکرر پڑھا جاتا ہے۔

اور قاری کو ہر بار ایک نئی لذت اور نیا مزہ آتا ہے۔ قرآن کی ذاتی صفتیں بیان فرما کے

اب اُسکے ظاہری آثار جو سامعین کو حاصل ہوتے ہیں بیان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے

تقشعر۔ اقشعر جلدہ اخذ له قشعریرة ای رعدة کما فی القاموس (روح البیان) ای یعلوها قشعریرة (مفردات) اقشعرار موے بر اندام برخاستن از سراپا از ترس (منتخب) تلین۔ اللین ضد الخشونة و قد لان الشئ یلین لینا (مختار) ؎ یہ وہ متشابہ نہیں ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر بسبب غیر کی مشابہت کے مشکل ہے۔ ۱۲

سالوں کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پھر رحمت و مغفرت کو یاد کرکے دلوں کو تسکین و آرام ہوتا ہے۔ کبھی ہیبتِ الٰہی سے تھرتے ہیں۔ کبھی اُنس شاہی سے تسکین پاتے ہیں اور جو اسکے خلاف ہیں وہ گمراہ ہیں۔ اور جسے اللہ تعالے گمراہ کرے اُسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا یہ خرابی و گمراہی تو دنیا کی ہے۔ آخرت کی خرابی و عذاب اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اَفَمَنۡ

يَّتَّقِىۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَقِيۡلَ لِلظّٰلِمِيۡنَ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ۝ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتٰٮهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الۡخِزۡىَ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۝

کیا جو شخص قیامت کے دن اپنے چہرہ سے بُرے عذاب کو بچاتا ہے (مثل[له] اُس شخص کے ہے جو عذاب سے بے فکر ہے) اور ستمگاروں کو کہا جائیگا کہ جو کچھ تم کرتے تھے اُسکا مزہ چکھو۔ اُن سے پہلے جو لوگ جھٹلا چکے ہیں تو اُنپر ایسی جگہ سے عذاب نازل ہوا کہ اُنھیں اُسکی خبر نہ تھی۔ تو اللہ نے اُنھیں دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے

يتقي - اتقى فلان بكذا اذا جعله وقاية لنفسه وقوله افمن يتقي بوجهه تنبيه على شدة ما ينالهم وان اجدر شيئ يتقون به من العذاب يوم القيامة وجوههم فصار ذلك كقوله وتغشى وجوههم النار (مفردات) سوء العذاب - صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے - يشعرون - شعر بالشيئ بالفتح يشعر شعرا بالكسر فطن له وقولهم ليت شعري اي ليتني علمت (مختار) الخزي - خزي بالكسر خزيا بكسر الخاء اي ذل وهان - (مختار) له كمن امن العذاب خبر محذوف ہے - ١٢

کاش یہ لوگ جانتے۔ کیا وہ شخص جو شدتِ عذاب کو اپنے منہ سے روکتا ہو۔ اُس کے برابر ہی
جو عذاب سے امن میں ہو۔ بلکہ اُس پہلے شخص کو اور اُس کے جیسے لوگوں کو جھڑکی کے طور
پر کہا جائیگا کہ اُسکا مزہ چکھو جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ اگر کافر عذابِ آخرت میں شک کرتے
ہیں تو اُن کے جیسے لوگوں کا جو اُنسے پہلے گذرے دنیا و آخرت میں کیا حال ہوا اُسی سے
عبرت لیں۔ **غرض** قرآن مجید میں ان بیانات کا پوری طرح سے ذکر فرمایا کہ جس پر زیادتی
ممکن نہیں اس لئے ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ
لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۚ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ اور ہم نے اس قرآن ۲۷
میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت لیں (ہم نے اُتارا) قرآن ۲۸
عربی (زبان میں) بے عیب تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ جن مثالوں کی کہ دین میں ضرورت

لہ عذاب کو اپنے منہ سے بچانا یا حقیقی طور سے ہو کیونکہ اُس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے تو منہ کے سوا دوسری کوئی
شے بچانے کے لئے نہیں ہو۔ یا کنایہ عاجزی سے ہے۔ کیونکہ منہ سے بچانا ممکن نہیں تو گویا وہ بچانا ہی نہیں۔
(امیٹھاپوری) ضَرَبْنَا۔ ضرب المثل ذکر شئ اثرہ یظھر فی غیرہ۔ (مفردات) عِوَجٍ۔ عوج من باب
ضرب فھو أعوج والاسم العِوج بکسر العین فما کان فی حائط او عود ونحوھما مما ینتصب فھو عَوج
بفتح العین وما کان فی أرض أو دین او معاش فھو عِوج بکسر العین (مختار) ٢ہ پہلے فرمایا کہ مثالوں کا
بیان نصیحت و پند قبول کرنے کے لیۓ ہے اور نصیحت و پند قبول کرنے سے مقصود تقوےٰ ہے۔ اس لئے
دوسرے بار فرمایا لعلھم یتقون۔ پس یہ ایک معلول کی دو علتیں نہیں ہیں۔ تعلیل لعلّ سے حاصل
ہوئی کیونکہ لعلّ تعلیل کے لئے بھی آتا ہے (خفاجی)۔

پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں قرآن میں بیان فرماتا ہے۔ کیونکہ مثال سے معنی ذہن سے قریب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انھیں مثالوں میں سے ایک مثال مشرکوں کے طریقہ کی برائی میں ارشاد فرماتا ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک مرد (غلام ہے) کہ جس میں کئی ساجھی جھگڑالو ہیں اور ایک شخص (غلام) سالم ایک شخص کا ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ بلکہ اکثر انمیں کے نہیں جانتے یہ مشرک و مخلص کی مثال ہے۔ کہ ایک غلام کے کئی مالک ہیں۔ اور اُس سے خدمت لینے میں ہر ایک مختلف ہے۔ ایک مالک ایک بات کا حکم کرتا ہے تو دوسرا اُسی سے منع کرتا ہے۔ اور ایک غلام ہے کہ صرف اُسکا ایک ہی شخص مالک ہے۔ اب بطورِ انکار فرماتا ہے کہ کیا ان دونوں کا حال ایکسا ہے

سلما کی ولبصری الف بعد سین اور کسر لام سے

رجلا۔ بدل کل مثلاً سے ہے۔ یا ضرب کا مفعول ثانی ہے (خفاجی) متشاکسون۔ ای متشاجرون الشکس السیئ الخلق (مفردات) رجل شکس ای صعب الخلق وقوم شُکس وبابه سلم (مختار) سلما۔ مصدر صفت ہے۔ یا بحذفِ مضاف ہے ای ذا سلامة وذا خلوص من الشرکة۔ لے قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیر واحد هٰذه الاية ضربت مثلا للمشرك والمخلص (ابن کثیر) اور حاصلِ مثال کا مرجع دلیلِ تمانع ہے جو لو کان فیہما کی آیت کی شرح میں گذری۔ اور اہلِ عرفان فرماتے ہیں کہ ایک مشغول دنیا واہل وعیال کی طرف ہے۔ اور دوسرا اپنے مولا کی طرف متوجہ ہے اور بضرورت دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بھی اسطرح کہ دل بہ یار و دست بکار۔ ؎

حرص قانع نیست صائب ورنہ اسباب جہاں	آنچہ من درکار دارم بیشتر درکار نیست

چونکہ یہ مثال ایسی ظاہر ہے کہ جس سے زیادہ ظاہر مثال ہو نہیں سکتی اس لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
فرمایا یعنی کافر و نپر الزام ثابت ہوگیا۔ کہ وہ اپنی جہالت سے ایک معبودِ برحق کی پرستش کرکے
کئی معبودانِ باطل کو شریک کرتے ہیں۔ انکا شرک و ظلم اور تمھاری توحید و عدل اور عام
طور سے ہر ایک ظالم کا حال مرے بعد معلوم ہوجائیگا جسطرح ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ
اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ بے شک (اے نبی) تم انتقال
کرنیوالے ہو اور بیشک وہ بھی مرنیوالے ہیں پھر بیشک تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے حضور میں جھگڑوگے یعنی قیامت کے دن
مشرک و مومن ظالم و مظلوم سب آپسمیں جھگڑیں گے۔ یہانتک[1] کہ اگر سینگ والی بکری نے بے سینگ
کو مارا ہے تو وہ بھی اپنا بدلہ چاہیگی۔ اور بادشاہ[2] ظالم سے اُسکی رعیت جھگڑے گی[3] اِنَّکَ مَیِّتٌ
میں زندگی باعثِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیا علیہم السلام کی نفی نہیں
ہے بلکہ بعدِ انتقال انبیا علیہم السلام روح مبارک جسم شریف کی طرف منتقل ہوتی ہے جسطرح کہ

ع ۳۰ ۱۰ ۱۷

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

---

[1] ابن کثیر از امام احمد۔ [2] ابن کثیر از بزار۔ [3] حضرت امام ربانی مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۷۵ مطبوعہ کشوری سے یہ تمام بیان ماخوذ ہے۔ اِن علما کے اتفاق سے ثابت ہوا کہ جو حیاتِ انبیا کا منکر ہے وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں اسمٰعیل دہلوی نے ایک حدیث کی شرح اپنی من گھڑت سے اسطرح بیان کی ہے کہ "میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" یہ اُسنے جان بوجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔ اور صحیح حدیث میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَا۔ یعنی بیشک اللہ تعالےٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے جسم کھائے۔ یہ حدیث ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و امام احمد و ابن خزیمہ و ابن حبان و دارقطنی و حاکم و ابونعیم وغیرہم نے روایت کی۔ اور علما نے اسکی تصحیح کی ۱۲۰

دنیا میں بھی یعنی یہ حیاتِ حسی و دنیوی ہے۔ لیکن دنیا میں زندگی کیلئے جو چیزیں غذا وغیرہ مشروط ہیں اب اُس سے استغنا و بے پروائی ہے۔ ممکن ہے کہ بہشت یا دوسرے عالم سے غذا پہنچتی ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال میں فرمایا کرتے کہ میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں وہ مجھی کھلاتا پلاتا ہے جسطرح اللہ تعالےٰ نے شہدا کی شان میں فرمایا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الآیۃ[1] حیاتِ انبیاء علیہم السلام میں تمام علماءِ مذہب وملت کا اتفاق ہے کسی کو خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ حیاتِ شہدا سے بھی انبیا کی حیات زیادہ قوی وکامل ہے۔ اسی[2] لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مال آپ ہی کی ملک میں رہا۔ وارثوں کی ملک میں منتقل نہوا اور ازواجِ مطہرات کو نکاح کرنے سے ممانعت ہوئی جسطرح فرمایا۔ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔ یعنی اور نہ یہ کہ اُن کے بعد کبھی انکی بی بیوں سے نکاح کرو اسلئے کہ یہ اللہ کے پاس بڑا گناہ ہے۔ بھلا کہیں زندہ کی بیبیوں کو بھی نکاح کرتے ہیں اور زندہ بھی ایسے کہ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵

او جانِ جملہ عالم و حق جانِ جاں شمار	حق را بغیر واسطۂ ذاتِ او مجو۔

[1] یعنی اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مُردہ خیال نہ کرنا (یہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انھیں روزی ملتی ہے (اور) جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دیا ہے اُس سے نہایت خوش ہیں۔

[2] شافعیہ سے صاحبِ تلخیص نے فرمایا اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی۔ اور فرمایا کہ یہ موافق سیرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کو رکھ چھوڑا (مدارج شفاء الاسقام)

[3] اس آیت میں تو شہدا کو اموات کہنے کی ممانعت کی۔ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ الحدیث یعنی انبیا علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں معراج کی شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرنا اور ان لوگوں کی امامت فرمانا اور انکا آپ کی اقتدا کرنا یہ انکی حیات پر دال ہے سعید بن المسیب تابعی واقعہ حرہ میں قبر مطہر سے اذان کی آواز

ابو یعلی بنقل ثقات از انس بن مالک رضی اللہ عنہما (مدارج النبوت) بیہقی نے اپنی کتاب حیات الانبیا میں اسے روایت کی جسطرح علامہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیا میں نقل کرتے ہیں۔ اور اسی میں فرماتے ہیں۔ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قبرہ وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا۔ لما قام عندنا من الادلۃ فی ذلک وتواترت بہ الاخبار۔ یعنی حیات انبیا علیہم السلام قطعی ہے کیونکہ اسمیں اخبار متواتر ہیں۔ تنویر الحلک میں بھی آپنے بعد دلایل فرمایا فحصل من مجموع ھذہ النقول۔ والاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ وروحہ وانہ یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیہا قبل وفاتہ لم تبدل منہ شئ وانہ مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکۃ مع کونہم احیاء باجسادھم فاذا اراد اللہ رفع الحجاب عن من اراد اکرامہ برؤیتہ رآہ علی ھیئتہ التی ھو علیہا لا مانع من ذلک ولا داعی الی التخصیص برؤیۃ المثال انتہی۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں بذاتہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور آپ کے تخصیص مثال وشبیہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ۳ ابو نعیم دلائل نبوت میں ابن سعد طبقات میں۔ دارمی اپنے مسند میں (انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء) ۴ یزید پلید نے مدینہ منورہ کو لوٹ اور غارت کرنیکا حکم دیا تھا۔ ہزار ہا صحابہ شہید ہوئے اور حرم محترم کی اہانت ہوئی اسکو واقعہ حرہ کہتے ہیں۔ ۵ اور جب اللہ تعالے کو منظور ہوتا ہے کہ کسی کو آنحضرت کی رویت سے مشرف کرے تو بعینہ آپ نظر آجاتے ہیں۔ ۱۲

سناکرتے تھے"۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات وصفاتِ الٰہی میں فانی ہیں توضرور باقی باللہ بھی ہیں۔ پھر آپکی نسبت عدمِ حیات کا گمان کرنا کمال بے ادبی ہے۔ آپ[1] تو خلیفۂ اعظم ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں منع کرتے ہیں۔ اور جہاں[2] چاہتے ہیں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ علامہ حلبی[3] نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی جائز کسیوقت خالی نہیں رہتی

---

[1] مولانا شیخ عابد سندی فرماتے ہیں ولیتیقن انه یمل کلا من الزایرین بمایناسب ما هو علیه۔ وانه خلیفة الله الاعظم یعطی من یشاء ویمنع من یشاء۔ فوضت الیه خزائن کرمه ولا یصل الی الله تعالٰی احد الا من طریقه انتہٰی۔ قال العلامة ابن حجر المکی فی شرح الهمزیة انه صلی الله علیه وسلم هو الخلیفة الاعظم عن الله تعالٰی فی جمیع شؤنه لاسیما مقام قسمة الارزاق والعلوم والمعارف والطاعات ومن ثم قال صلی الله علیه وسلم فی الحدیث الصحیح ایضًا انما انا قاسم والله یعطی ولاجل هذا عد من خصائصه صلی الله علیه وسلم انه اعطی مفاتیح الخزائن۔ قال بعض العلماء وهی خزاین اجناس العالم لیخرج لهم بقدر ما یطلبون فکل ما ظهر فی هذا العالم فانما یعطیه محمد صلی الله علیه وسلم الذی بیده المفاتیح وکما اختص تعالٰی بمفاتیح الغیب الکلی فلا یعلمها الا هو کذلک اختص صلی الله علیه وسلم باعطائه الخزائن الالهیة فلا یخرج منها شیٔ الا علی یدیه صلی الله علیه وسلم انتہٰی۔ [2] علامہ ملا علی قاری نے شرح شفا شریف جلد ثانی صفحہ ۱۱۷ میں یوں تحریر فرمایا ہے یروی عن ابن عباس رضی الله عنهما فی قوله تعالی فاذا دخلتم بیوتًا فسلموا علی انفسکم قال فان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمة الله وبرکاته ای لان روحه علیه السلام حاضر فی بیوت اهل الاسلام یعنے جب خالی مکان جائے تو السلام علی النبی کہے کیونکہ سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر مسلمان کے مکان میں موجود ہے۔ [3] شیخ نورالدین حلبی مولف سیرت نے ایک

علامہ یوسف نبہانی اپنے قصیدۂ الفیہ میں فرماتے ہیں۔

وَهُوَ سَارٍ بَيْنَ الْعَوَالِمِ لَمْ تَحْصُرْهُ مِنْ رَوْضِ قَبْرِهٖ اَرْجَاءُ
فَلَدَيْهِ فَوْقَ السَّمَاءِ وَتَحْتَ الْاَرْضِ وَالْعَرْشُ وَالْحَضِيْضُ سَوَاءُ
هُوَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ بِحَيَاةٍ كُلُّ حَيٍّ مِنْهَا لَهُ اسْتِمْلَاءُ
مَلَاَ الْكَوْنَ رُوْحُهٗ وَهُوَ نُوْرٌ وَبِهٖ لِلْجِنَانِ بَعْدُ امْتِلَاءُ
خَيَّرُوْهُ فَاخْتَارَ اَعْلٰى رَفِيْقٍ لَوْ اَرَادَ الْبَقَاءَ كَانَ الْبَقَاءُ
وَهُوَ بَاقٍ فِي اللّٰهِ فِيْ كُلِّ حَالٍ قَبْلَ مَوْتٍ وَبَعْدَ مَوْتٍ سَوَاءُ
لَقِيَ اللّٰهَ دُوْنَ سَبْقِ فِرَاقٍ اِنَّمَا اَكَّدَ اللِّقَاءَ لِقَاءُ
هُوَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ وَلِهٰذَا حُرِمَتْ مِنْ تُرَاثِهِ الزَّهْرَاءُ
خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحَيَاةِ عَلٰى اَكْمَلِ حَالٍ يَسِيْرُ حَيْثُ يَشَاءُ
كَمْ رَاٰهُ بِيَقْظَةٍ وَمَنَامٍ مِنْ مُحِبِّيْهِ سَادَةٌ اَصْفِيَاءُ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رسالہ لکھا جسکا نام تعریف الاسلام والایمان - بان محمدا صلے اللہ علیہ وسلم لایخلو منہ مکان ولا زمان ہے جس میں اسکا ثبوت دلایل سے دیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں سے ملخص کر کے سعادۃ الدارین نام کی کتاب لکھی ہے ایسی جامع ہے کہ میں نے ایسی کتاب نہیں دیکھی (معجزات سید المرسلین صفحہ ۱۷) حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ علما حلیۂ شریف آنحضرت را صفو بیان نگاشتہ اند و مقصود ازاں تصور جمال مطالعہ کمال و نصب العین ساختن و دے ہر ساعت آں ملحوظ داشتن و مشق اینکار کردن و مراقبہ آں نمودن ست تحیتے کہ دایم آں جمال جہاں افروز در نظر باشد مفارقت نکند۔ وایں اقرب طرق ست برای حصول کمال وقرب وصال وسبب حصول درجہ صحبت۔ ولحوق باصحاب واقران اصحاب وے بحصول صحبت معنوی و وفور سعادت کبرے ونعمت عظمے واگر استطاعت آں بر طریق اتصال و دوام دست ندہد بارے در وقت صلوۃ وسلام کہ اقرب طرق ست برای روشنی راہ وحضور درگاہ نگاہ دارد و باللہ التوفیق۔ (مدارج النبوۃ صفحہ ۷۷) لہ کتاب حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۶۷۔ سلہ کیونکہ تمام مخلوقات آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئی ہے جیسے کہ حدیث جابر میں ہے۔ (معجزات سید المرسلین)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ٥

پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہی جو اللہ پر جھوٹ بولے اور سچی بات (کتاب) کو جب اس کے پاس آئی جھٹلائے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے۔ قرآن کی تکذیب کرنے والوں کو جہنم سے ڈرایا۔ اب جو اسکی تصدیق کرتے ہیں انھیں اسطرح خوشخبری دیتا ہے۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ٥ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ٥ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ اور جو سچی بات لیکر آیا اور جس نے اسکی تصدیق کی وہی لوگ تو پرہیزگار ہیں۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس جو کچھ وہ چاہیں موجود ہے۔ نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے۔ تاکہ اللہ ان سے اُس بُرے کام کو دور کردے جو انھوں نے کیا ہے۔ اور انھیں ان کے نیک کام کا جو انھوں نے کیا ہے بدلا دے۔ اس سچ کے لانے والے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سچا نیوالے سارے مسلمان۔ یہ لوگ شرک سے بچے انھیں جنت میں جو چاہیں گے ملیگا۔ کمو کاروتکا

لہ قتادہ نے کہا صدق سے مراد قرآن ہے (ابن جریر)۔ لیکفر۔ یہ لام عاقبت یشاؤن سے متعلق ہے۔ یا محذوف سے متعلق ہے یعنے جزٰوھم واکرامھم لاجل ذٰلک۔ (نیشاپوری) اسوأ۔ یہ تفضیل کے لئے نہیں ہے جسطرح انکا قول ہے الاشج اعدلا بنی مروان اور صیغہ تفضیل کا یہ فائدہ ہے کہ وہ گناہوں کو بڑا سمجھتے تھے یہاں تک کہ صغائر بھی ان کے پاس بدتر اعمال تھے۔ بعض نے اَسْوَأ سے کفر سابق مراد لیا ہے جسے ایمان نے مٹا دیا (نیشاپوری) ؎ ربیع بن انس نے کہا کہ اس سچ کے لانے والے انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور اسکی تصدیق کرنیوالے ان کے پیرو ہیں۔ (ابن کثیر) ؎ ابن عباس نے کہا کہ شرک سے بچے (ابن کثیر)

یہی بدلا ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ آخرت میں اُنکا معاون و مددگار رہے اسی طرح دنیا میں بھی اُنکا حامی و ناصر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۞ کیا اللہ اپنے بندے (کی حفاظت) کے لئے کافی نہیں ہے اور (اے نبی) تمہیں (کافر) خدا کے سوا (بتوں) سے ڈراتے ہیں جسے اللہ گمراہ کرے تو اُسے کوئی (بھی) ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جسے اللہ ہدایت دے تو اُسے کوئی (بھی) گمراہ کرنے والا نہیں کیا اللہ زبردست بدلا لینے والا نہیں ہے۔ یعنی جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے اور جس سے وہ انتقام لے اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ ۞

گفت اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ	بس ترا از ما سوا امداد ہو ⁂

جب وعیدِ مشرکین اور وعدۂ موحّدین کا بیان ہو چکا تو پھر بت پرستوں کے طریقہ کو ایک اور طرح سے باطل فرماتا ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۞ اور بے شک

عِبَادَهٗ حمزہ کسائی جمع سے۔ هَادِي مکی وقف میں زیادتی یا۔

كٰشِفٰتٌ ضُرَّهٗ بصری

مُمْسِكٰتٌ رَحْمَتَهٗ بصری۔

لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام سے ہدایت پائے۔ اور اُسکی زندگانی تھوڑی سی کفایت کرنیوالی تھی اُس نے اسی پر قناعت کی نجات پائی (ابن کثیر از ترمذی ونسائی) عملیا کہ۔ سدی نے کہا عبد سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں (ابن جریر) اَرَادَنِيَ۔ کافروں کا جواب بسبب دلالت کلام کے متروک ہے یعنے وہ کہیں گے نہیں۔ ۱۲

(اے نبی) اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے

کہدو کہ پھر کیا تم نے دیکھا ہے کہ اللہ کے سوا جنکی تم پرستش کرتے ہو اگر اللہ مجھے کچھ تکلیف

دینی چاہے تو کیا وہ اسکی (دی ہوی) تکلیف کو دور کردیں گے یا اللہ اگر مجھپر مہربانی کرنی چاہے

تو کیا وہ اسکی مہربانی کو (مجھہ سے) روک سکتے ہیں (اے نبی) تم کہدو کہ مجھے اللہ کافی ہے

بھروسہ رکھنے والے اُسی پر بھروسہ رکھا کرتے ہیں۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔

اور جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے وہی عبادت کا مستحق ہے۔ اور اُسپر اعتماد کافی ہے۔ اور

اُن بتوں کی جن میں کسی طرح کی قدرت نہیں ہے پرستش کرنی نہایت ہی حماقت ہے اسی لیے

عذابِ شدید سے اسطرح ڈراتا ہے۔ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ

تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (اے نبی) کہدو کہ اے

میری قوم تم اپنے طور پر عمل کیے جاؤ۔ میں (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں۔ پس عنقریب

مکانتکم شبہ جہت سے

لہ ابن عباس سے حدیث مرفوع ہے۔ اِحْفَظِ اللہَ يَحْفَظْكَ۔ اِحْفَظِ اللہَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ۔ یعنے تو اللہ کی جانب متوجہ ہو تو وہ تیری حفاظت کریگا۔ تو اللہ سے لو لگا تو اُسے سامنے پائیگا الخ (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے تمام لوگوں سے قوی تر ہونا محبوب ہے اُسے چاہیئے کہ اللہ تعالے پر توکل کرے۔ اور جسے سب لوگوں سے غنی تر ہونا محبوب ہے تو اُسے چاہیے کہ جو اللہ تعالے کے ہاتھ میں ہے اُسپر زیادہ بھروسہ کرے اُس چیز سے کہ اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اور جسے سب لوگوں سے بزرگ ہونا منظور ہے تو چاہیئے کہ تقوے اختیار کرے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) مکانتکم۔ المکانۃ بمعنی المکان فاستعیرت من العین للمعنی کما استعیر لفظ ھنا وحیث للزمان وھما للمکان (خطیب) ؎۲ ای علے مکانتی فحذف للاختصار والمبالغۃ فے الوعید (بیضاوی) ۱۲۔

تم جان لوگے۔ کہ وہ کون ہے۔ جسپر ایسا عذاب آیگا جو اُسے (دنیا میں) رسوا کرے۔ اور
(آخرت میں) اُسپر دائمی عذاب نازل ہوگا۔ جب اللہ تعالےٰ نے مشرکوں کے مذاہب کا
فساد کبھی دلائل سے اور کبھی مثالیں دیکر اور کبھی وعدہ و وعید سے بیان فرمایا۔ لیکن کافروں کا
اصرار کفر پر بڑہتا ہی جاتا تھا۔ اور رحمۃ للعالمین غمگین ہوتے تھے تو آپ کی تسلی کے لئے اسطرح
۴۱ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ
فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ (اے نبی) بیشک ہم نے لوگوں کیلئے (یہ) کتاب
سچائی کے ساتھ تم پر نازل کی ہے۔ پھر جو کوئی راہ پر آیا تو (وہ) اُسی کی ذات کے لئے ہے۔
اور جو کوئی گمراہ ہوا تو اپنی ہی (خرابی) لئے گمراہ ہوا۔ اور تم اُن کے ذمّہ دار نہیں یعنی
جو راہ پر آیا تو اسکا فائدہ اُسی کی ذات کے لئے ہے۔ اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا وبال اُسی کی
جان پر ہے۔ اور تم اے نبی کریم اُنکی ہدایت کے لئے موکّل و ذمہ دار نہیں۔ تم پر صرف
تبلیغ ہے۔ اور وجود میں جسطرح چاہے تصرف کرنا ہمارا کام ہے۔ چنانچہ بعضے تصرفات
۴۲ یہ ہیں۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى

بوکیل۔ سُدّی و قتادہ نے کہا بحفیظ (ابن جریر) **یتوفی**۔ سونے میں بھی فعل توفی مستعمل ہے۔ اور فاعل اللہ تعالےٰ
ہے۔ قادیانی جو مدعی مسیح تھا ہمارے مقابلہ میں اگر جلد ہلاک ہوگیا۔ ورنہ اُس سے جواب کے طالب ہوتے۔ لیکن مرتے مرتے
اپنی ذریت چھوڑ گیا ہے باوجود یہ دیکھنے کے کہ اُن کے مقتدا کو ہمارے مقابلہ میں شکست فاش ہوئی اور اُنکی بیسیوں پیشگوئیاں غلط
ثابت ہوئیں ان لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور اپنی ہٹ دھرمی نہیں چھوڑتے۔ خدائے تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور
راہِ راست پر لائے۔ ۱۲

عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا

جانوںکو انکی موت کے وقت قبض کرتا ہو اور جو نہیں مریں انھیں ان کے سونے (کے وقت)

میں (قبض کرتا ہے)- پس جسپر موت کا حکم کرچکا اُوسکو تو روک لیتا ہے- اور دوسروں کو

ایک وقتِ مقرر تک چھوڑ دیتا ہے- بیشک اسمیں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور کرتے

ہیں- یعنے جو روح وفات کبرے (موت) میں قبض کی جاتی پھر دنیا میں آنے کے لئے

چھوڑی نہیں جاتی- اور جو روح وفات صغرے (نیند) میں قبض کیجاتی ہے- وہ مدت مقرر

یعنے آخر عمر تک چھوڑی جایا کرتی ہے- اسمیں اشارہ ہو کہ ملاء اعلے میں یہ دونوں روحیں ملتی

ہیں- جسطرح حدیث میں آیا ہے- غرض اصحابِ فکر کے لئے اسمیں نشانیاں ہیں اگر غور کرتے

تو جانتے کہ ہر طرح کی قدرت اُسی کو ہے- اور کافر جو بتوں کی شفاعت کا حیلہ کرتے ہیں تو وہ

بھی بے اصل ہے کیونکہ شفاعت تو وہی کرسکتے ہیں جن سے خدا راضی ہے- اور جس کو شفاعت

کا اذن ملا ہے- یہ بت تو بے شعور و بے عقل ہیں جس طرح ارشاد ہے- اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ

قُبِضَ عَلَیْهَا الْمَوْتُ- مجہول کی قرأت میں الموت مرفوع نائب فاعل ہے

لہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یمسک انفس الاموات ویرسل انفس الاحیاء (ابن کثیر) ؎ رواہ ابن منذر وغیرہ (ابن کثیر) للہ الشفاعہ- مجاہد نے کہا کہ اُس کے بے حکم کوئی اُس کے پاس شفاعت نہیں کرسکتا (ابن جریر) یہ عاصی امیدوارِ شفاعتِ شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کرتا ہے کہ متواتر احادیث بلکہ نص آیات سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور آپ کو اذن مل چکا ہے- اسی تفسیر کا صفحہ ۱۸۱۲ سورۂ بنی اسرائیل دیکھو- ۱۲

منزل ۶

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ کیا انھوں نے اللہ کے سوا سفارشی ٹھیرا رکھے ہیں
(اے نبی) کہدو کہ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کا اختیار نہ رکھتے ہوں۔ اور عقل نہ رکھتے ہوں (کیا ایسی صورت
میں بھی وہ تمھاری سفارش کریں گے۔ اے نبی) کہدو کہ سب شفاعت اللہ ہی کے اختیار
میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کے لئے ہے۔ پھر تم سب اُسی کی طرف
لوٹائے جاؤ گے۔ جو ایسا قادر و متصرف ہو اسی کے ذکر سے سرور و خوشی ہونی چاہیئے۔ برعکس
کافروں کے کہ وہ بتوں کے ذکر سے خوش ہوتے ہیں جسطرح فرماتا ہے۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ
اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ ع ۱۳ ۵٦
اور جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے دل نفرت
کرتے ہیں۔ اور جب انکا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو اللہ کے سوا (فرضی معبود) ہیں تو فوراً وہ خوش ہوجاتے
ہیں مشرک اصل عبادت یعنے ذکرِ خدا سے تو بیزار ہیں اور کمترین اشیا یعنی پتھر کی عبادت
سے خوش ہیں۔ تو اے نبی تم بھی ایسے احمقوں کیطرف توجہ نہ کرو اور اپنے خالق سے اسطرح

له ای لیشفعون ولو کانوا علی ھذہ الصفة (بیضاوی) اشمأزت۔ قال مجاھد انقبضت وقال السدی
نفرت وقال قتادة کفرت واستکبرت (ابن کثیر) اشمأز الرجل اشمئزازاً انقبض (مختار) اشمئزاز رمیدہ
شدن وگرفتہ شدن (منتخب) سے ربیع بن خثیم کو امام تشنہ کام حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت
کی خبر پہونچی تو آپ نے یہ آیت پڑھی اور آہ کی اور فرمایا وہ شخص قتل کئے گئے جسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی گود میں بٹھاتے تھے
اور جس کے منہ پر اپنا منہ رکھتے تھے۔ (نیشاپوری وسراج وغیرہ) منکرین شہادت امام علیہ السلام اسے غور سے دیکھیں اسلئے
کہ قبل سیر سے بھی شہادت امام کا ثبوت ہو رہا ہے - ۱۲

دعا مانگو۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ
عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ (اے نبی) کہو کہ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا
کرنے والے پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تو اپنے بندوں کے درمیان (آخرت میں) اُس
چیز میں فیصلہ کردیگا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ پھر اُن کے مذہب باطل پر وعید بیان
فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ○ اور اگر ظالموں کے پاس جو کچھ کہ
زمین میں ہے سب ہو۔ اور اسکے ساتھ اتنا ہی اور ہو۔ تو ضرور قیامت کے دن عذاب کی سختی کے
عوض میں اُسے دے ڈالیں۔ اور ان کے لئے اللہ کی طرف سے وہ بات پیش آئیگی جسکا وہ
گمان نہ کرتے تھے۔ اس فدیہ کا انھیں حاصل ہونا محال۔ اور جو حاصل ہو بھی تو قبول نہ کیا جائیگا
اور ایسے[1] قسم کے عذاب ظاہر ہوں گے جو اُن کے خیال میں بھی نہ تھے جسطرح بیان فرماتا
ہے۔ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اور انھیں اُن کی
بُرائیاں ظاہر ہوئیں جو وہ کرتے تھے۔ اور جس (عذاب) سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ اُس نے انھیں

[1] ایک معنے یہ بھی ہیں کہ انکی نیکیاں جو لوجہ اللہ نہ تھیں بُرائیوں کی صورت میں ظاہر ہونگی۔ چنانچہ مجاہد نے فرمایا کہ اُن لوگوں نے اپنے گناہوں کو نیکیاں سمجھا تھا۔ قیامت میں ظاہر ہوا کہ وہ بُرائیاں ہیں۔ محمد بن منکدر نزع کے وقت سخت گھبرائے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔ فرمایا اسی آیت کا خوف ہے کہیں وہ بات ظاہر ہو جو میرے گمان میں نہ تھی (روح البیان) حَاقَ۔ حیق فرا گرفتن صلتہ بالباء از باب سمع حاق بھم العذاب ای احاط بھم ونزل (صراح) حیق گرد گرفتن (منتخب) ۱۲

کرلیا پھر ان کے بُرے افعال میں سے ایک اور قسم بیان فرماتا ہے۔ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ
ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ۝ پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے۔ تو ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اپنی
طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ تو مجھے اپنے علم کی وجہ سے ہی دی گئی ہے
(اللہ فرماتا ہے کہ وہ نعمت نہیں) بلکہ آزمایش ہے۔ اور لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔
بیشک جو ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی یہی کہا تھا۔ تو جو کچھ وہ کمائی کرتے تھے۔ اُن سے
(عذاب کو) نہ روکا۔ پس انھیں اُس (بدکرداری) کی برائیاں پہونچ گئیں جو وہ کرتے تھے۔
اور ان (کفار مکہ) میں سے جو لوگ ظلم کرتے ہیں عنقریب انھیں (بھی) اُن کے اعمال کی
برائیاں ملیں گی۔ اور وہ (اس کے پہونچانے سے ہمیں) عاجز نہیں کرسکتے۔ یعنے کافر نعمت
کو دیکھکر کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے اسکا مستحق جان کر ہی عنایت فرمایا ہے۔ یا یہ کہ میں کسب اور
انواع تجارت کا ڈھنگ خوب جانتا ہوں۔ چونکہ اس نے یہ غرور سے کہا تھا اس لئے اللہ تعالے نے

علی علم۔ منی بوجوہ کسبہ۔ او من اللہ بی واستحقاقی۔ اور اوتیتہ میں مرجع ضمیر کا ما کی طرف ہے۔ اگر موصول ہو
اور اگر کافہ ہو تو مرجع نعمت ہے اور تذکیر ضمیر بتاویل شیٔ من النعمۃ کی ہے اور علی علم ما موصول کی خبر ہے۔ اور نہیں تو حال ہے
(خفاجی) ؎ ابتداے سورہ میں بھی یہ آیت گذری ہے ۱۲۔

اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ مال و نعمت بلا امتحان ہی تاکہ کافر سے شاکر کی تمیز ہو جائے۔ ان کے
پہلے قارونؔ وغیرہ نے بھی اسیطرح کہا تھا تو انکا یہ قول صحیح نہوا۔ اور انکی دولت ان کے کچھ کام
نہ آئی اور بدکرداریوں کی انھیں سزا ہو چکی۔ اور یہ انھیں پر موقوف نہیں بلکہ تم میں سے جو ظلم کرتے
ہیں انھیں بھی ان کے اعمال کی سزا ملتی ہے۔ دنیا جزا و مکافات کا مکان نہیں۔ اسی لئے یہاں
کے فقر و غنا کا بھی کچھ اعتبار نہیں۔ بلکہ جس کسی کو اللہ تعالےٰ نے کچھ نعمت عطا کی یا محروم رکھا وہ
حسب مشیت الٰہی ہے جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَ
يَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ع کیا ان لوگوں نے نہیں جانا کہ بیشک اللہ ہی جسکے لئے
چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے۔ اور (جسکے لئے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے۔ بیشک البتہ اس میں اس گروہ
کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں بعد تہدید و تنبیہ کے اپنی کمال رحمت و مغفرت سے
امید دلاتا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (اے نبی) کہدو کہ اے میرے وہ بندو جنھوں نے
(گناہ کرکے) اپنے پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے نا امید نہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو بخشدیتا ہے

ملہ قارون کا قصہ اسی تفسیر کے سورۂ قصص صفحہ (۱۲۵۲) میں گذرا۔ ۱ سرفوا۔ السرف تجاوز الحد فی کل فعل یفعلہ الانسان وان کان ذلک فی الانفاق اشھر۔ (مفردات) سرف۔ بالتحریک۔ ضد القصد۔ یعنے فزدنی کردن در خرچ مال وجاہ و خیرگی عقل و ماندگی چیزے بغفلت و خطا کردن۔ از باب سمع (صراح) ملہ اگر اسمیں خطاب عام یعنے مسلمان و کافر سب سے ہے تو دیگر اور ایمان کی قید کافروں کیلئے ضرور ہوگی۔ کیونکہ شرک و کفر بے توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔ اور جو بندوں سے خاص مسلمان مراد لئے جائیں تو توبہ کی شرط ضروری نہیں۔ ۱۲

بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ آیت بہت ہی امید کی ہے جس میں رحمت کی طرح طرح سے تاکید ہے۔ (۱) گناہگاروں کو بندے فرمایا۔ (۲) اپنی طرف اضافت دی جو موجب بزرگی ہے (۳) ناامیدی سے منع فرمایا۔ اور جب کریم امید دلاتا ہے تو پھر اپنے کرم سے محروم نہیں فرماتا۔ (۴) اپنی مغفرت کو لفظِ اِنَّ سے موکد فرمایا اور یغفر صیغہ مضارع جو استمرار کے لئے آتا ہے لایا۔ اور ذنوب کی تاکید جمیعًا سے کی یعنے سب گناہوں کو بخشتا ہوں فرمایا۔ اور پھر اِنَّهٗ سے آخر آیت تک قِسم قِسم کے

لہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے اعظم آیت اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ اور خیر و شر کے لئے جامع آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ہے۔ اور سب سے زیادہ فرحت کی آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ ہے (ابن کثیر از طبرانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالے ایک ایسی قوم پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور انھیں بخشدیتا (ابن کثیر از امام احمد و مسلم و ترمذی) ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ انھوں نے حالت شرک میں قتل و زنا و بدکاری کثرت سے کی تھی۔ آنحضرت کے حضور میں حاضر ہوکر انہوں نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہیں اور جسکی طرف دعوت کرتے ہیں بیشک یہ اچھا ہے مگر کاش ہمیں یہ بھی آگاہ فرماتے کہ ہم سے جو بُرے اعمال سرزد ہوے ہیں انکا کچھ کفارہ بھی ہے۔ اسوقت یہ آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ الخ اور یہ آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ نازل ہوی۔ (بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی از ابن کثیر) حسن بصری فرماتے تھے کہ اس رحم و کرم کو دیکھو کہ جن کافروں اور مشرکوں نے اللہ تعالے کے اولیاء کو قتل کیا وہ انھیں توبہ و مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ (ابن کثیر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ننانوے (۹۹) آدمیوں کو قتل کیا تھا پھر وہ (توبہ سے) سوال کرتا ہوا ایک راہب کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کیا میرے لئے توبہ ہے؟ نہیں اُس نے کہا نہیں تو اُسے بھی مار ڈالا۔ اور پوچھنے لگا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ فلاں فلاں قریہ میں جا۔ پس اثنائے راہ میں موت آئی۔ اور اس قریہ کی طرف سینے سے جھکا۔ پس رحمت و عذاب کے فرشتوں نے (اسکے لینے میں) جھگڑا کیا۔ اللہ نے اُس (قریہ کی) زمین کو حکم دیا کہ نزدیک ہوجا (اور جس قریہ سے جا رہا تھا) اُس زمین کو حکم دیا کہ دور ہوجا۔ پھر (فرشتوں کو) حکم فرمایا کہ دونوں قریوں کی درمیانی زمین کو ناپو۔ (جس زمین سے وہ زیادہ قریب ہو اُسے اُسی میں سے قرار دو) پس ناپنے سے معلوم ہوا کہ اُس قریہ سے (کہ جسکی طرف جاتا تھا) ایک بالشت قریب ہے۔ (پس ملائکہ رحمت نے اُسے اپنے قبضہ میں لیلیا) اور وہ بخشا گیا۔ بخاری و مسلم (مشکوٰۃ باب الاستغفار)۔ ۱۲

منزل ۶

مؤکدات بیان فرمائے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس آیت کے عوض

میں دنیا و ما فیہا کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ آیت کیسا ہی گنہگار ہو اسے امید دلاتی ہے۔

اور ناامیدی سے روکتی ہے۔ رباعی۔

پھر آ پھر آ جو منہ کو موڑا پھر آ	گر بھر صنم خدا کو چھوڑا پھر آ
لاتقنطوا قرآں میں نہیں تو نے سنا	سو بار اگر توبہ کو توڑا پھر آ

بعد بیان رحمت اپنی طرف متوجہ فرماتا ہے۔ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ

یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۙ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ

اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۙ اَوْ

تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اور تم اپنے پروردگار کی طرف

رجوع ہو جاؤ۔ اور اسکی فرمانبرداری کرو۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے۔ پھر تمھیں مدد

نہ دیجائیگی۔ اور اس بہتر چیز کی پیروی کرو جو تمھاری طرف تمھارے پروردگار کی جانب سے

اتاری گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم پر یکایک عذاب آجائے اور تمھیں (اُسکے آنے کی) خبر

بھی نہ ہو۔ (پھر ایسا نہ ہو کہ کہیں) کوئی شخص کہے اے میری حسرت اسپر کہ میں نے اللہ کے واے حسرت

لہ امام احمد از ابن کثیر۔ اِنْ ۔ مخففہ مثقلہ سے ہے اور لام فارق ہے ۱۲ لہ بجیئلہ (بیضاوی)۔

حق کے ادا کرنے میں کمی کی اور بے شک میں (اللہ والوں سے) مسخراپن کرتا رہا۔ یا کہے کہ
اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو بے شک میں پرہیزگاروں میں سے ہو جاتا۔ یا جب عذاب کو دیکھے
تو کہے کہ کاش مجھے (دنیا میں) پھر جانا ہوتا تو میں نیکوں میں سے ہو جاتا۔ یعنی بعد میں
عذاب مختلف قسم قسم کی باتیں کریں گے۔ کبھی تو خود کو ملامت کریں گے۔ کبھی کہیں گے کہ
خدا ہدایت دیتا تو ہم شرک و گناہ سے بچ جاتے۔ اور کبھی دنیا میں لوٹ جا کر اچھے بن جانے کی
آرزو کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص سے اس کے جواب میں فرمائیگا کہ تجھے انبیا کے ذریعہ
سے ہدایت دیگئی تھی لیکن تو نے جھٹلایا اور تکبر سے قبول نہ کیا۔ اب تیرے لوٹ جانے میں
کیا فائدہ ہے جس طرح ارشاد ہے بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَ ۵۹-۱۳
كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اسوقت اللہ فرمائیگا کہ ہاں بیشک تیرے پاس میری (کتاب کی)
آیتیں آچکی تھیں تو تو نے انھیں جھٹلایا۔ اور تکبر کیا۔ اور تو کافروں میں سے تھا تیرے
اس کفر و تکذیب کی سزا قیامت میں سیہ روئی اور تیرا ٹھکانا جہنم ہے جس طرح ارشاد ہے۔ وَ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى ۶۰-۱۳
لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝ اور تو (اے مخاطب) قیامت کے دن اُن لوگوں کو جنہوں نے اللہ پر جھوٹ
کہا ہے اس حال میں دیکھیگا کہ اُن کے چہرے کالے ہیں۔ کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا

لے اہل اللہ (خفاجی) ۱۲۰

ٹھکانا نہیں ہے۔ بیشک جہنم انھیں کا مقام ہے۔ برخلاف متقیوں کے کہ انھیں کے لئے ہر طرح کامیابی ہے۔ جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اور اللہ اُن لوگوں کو جنہوں نے پرہیزگاری کی ہے کامیابی کے ساتھ نجات دیگا۔ انھیں نہ کچھ مشقت پہونچیگی نہ وہ غمگین ہوں گے۔ متقیوں کو ہر طرحکا آرام دینا اسیکا کام ہے جو سب کا خالق و مختار ہے جس طرح ارشاد ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ہے وہی نقصان پانیوالے ہیں۔ یعنے اُسی کے ہاتھ میں تمام کام ہیں۔ اور ہر ایک چیز اُسی کے تحت قدرت ہے۔ پھر جو ایسے قادر کے نشانیوں سے منہ پھیرائیگا اُسکو ہر طرح نقصان پہنچیگا۔ اسی لئے مشرکوں کو اسطرح زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

بمفازتھم۔ یہ مصدر میمی ہے۔ جس کے معنے نجات پانا اور مراد کو پہونچنا ہے یا ملابست یا استعانت ہے (خفاجی) لہ یہ مقالید کے جامع معنے ہیں جس میں خزانوں اور کنجیوں کے معنے بھی جس طرح بعضوں نے کیا ہے آجاتے ہیں۔ چنانچہ صاحب مفردات نے لکھا ہے "والاشارۃ بکلیھا الی معنی واحد و ھو قدرتہ تعالی علیھا وحفظہ لھا"۔ مقلید و مقلاد بالکسر کلید۔ مقالید جمع (منتخب)

لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مشرکوں نے اپنی جہالت سے بتوں کی پرستش کی دعوت دی تو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (ابن کثیر از ابن ابی حاتم وغیرہ) افغیر اللہ۔ غیر اعبد سے منصوب ہے اور تامرونی جملہ معترضہ ہے ۔ ۱۲

شعبہ حمزہ کسائی جمع سے بمفازاتھم پڑھتے ہیں یعنی کئی قسم کی کامیابی ہے۔

تَأْمُرُوْنِيَ نافع تخفیف نون اور فتح یا سے۔ تَأْمُرُوْنِّيَ تشدید نون اور فتح یا سے۔ تَأْمُرُوْنَنِيْ شامی بغیر ادغام کے پہلا نون مفتوح دوسرا مکسور و سکون یا سے

وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○○ (اے نبی)

کہو کیا اے جاہلو تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں۔ اور (اے نبی) بیشک

شبہ تمہاری طرف اور انکی طرف جو تم سے پہلے تھے وحی بھیجی گئی ہے۔ اگر تم شرک کروگے تو

ضرور تمہارے عمل ضائع ہوجائیں گے۔ اور البتہ تم نقصان پانے والوں میں سے ہوجاؤگے

اس سے بڑھکر کون جاہل ہوگا کہ اشرفِ اشیا کی عبادت سے منع کرکے ارذلِ اشیا کی عبادت

کا حکم کرتا ہے جو اسکی سمجھ کا خراب ہوگا۔ اسی لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی عبادت کا

حکم فرماتا ہے۔ بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ○ بلکہ (اے نبی) اللہ ہی کی عبادت

کرو اور شکر گذاروں میں سے ہوجاؤ۔ یعنی اسکی ان بڑی نعمتوں کا شکر کرو جس نے تمھیں سیدِ بشر

اور افضل انبیا کیا۔ اسی لئے اپنی کمال عظمت کو اس طرح بیان فرماتا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ

حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی

لئن اشرکت۔ کلام بفرض محال ہے۔ اور اس سے مقصود رسولوں کا برانگیختہ کرنا اور کافروں کو نا امید کرنا ہے۔ یا امت مراد ہے۔ اور اشرکت میں افراد خطاب باعتبار کل واحد ہے۔ اشرکتم کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیحبطن۔ حبط عملہ بطل ثوابہ دبابہ فھم (مختار) حبط بالفتح باطل شدن ثواب وعمل (منتخب) وماقدروا اللہ حق قدرہ۔ ای ما عرفوا کنہہ تنبیہا انہ کیف یمکنھم ان یدرکوا کنہہ وھذا وصفہ وھو قولہ والارض جمیعا قبضتہ (مفردات) والارض۔ مبتدا۔ قبضتہ خبر ہے۔ جمیعا حال ہے (مدارک) مطویات۔ طویت الشئی طیا وذلک کطی الدرج ومنہ طویت الفلاۃ ویعبر بالطی عن مضی العمر یقال طوی اللہ عمرہ۔ وقیل والسموات مطویات بیمینہ یصح ان یکون من الاول وان یکون من الثانی والمعنی مھلکات (مفردات)۔

عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ اور ان لوگوں نے اللہ کی اسکی شان کے موافق کچھ بھی قدر نہیں کی اور

(اللہ تو ایسا قادر ہے کہ) قیامت کے دن ساری زمین اُسکے قبضہ[1] میں ہو گی اور آسمان

اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک و برتر ہے اُس چیز سے کہ جنھیں یہ

شریک ٹھیراتے ہیں۔ ابن عباس[2] رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ "یہ کافر ہیں کہ اللہ تعالے کی

قدرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو شخص ایمان لایا کہ اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے تو اُس نے

اللہ تعالے کی شان کے موافق قدر و تعظیم کی"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

کہ "اللہ تعالے زمین کو قبض فرمائیگا۔ اور آسمان کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لپیٹے گا۔ پھر فرمائیگا کہ

میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔ پھر قیامت کا خوفناک منظر اور اُس کے

اور احوال بیان فرماتا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا

مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ

[1] قبضہ و یمین متشابہات سے ہے۔ متشابہات میں سلف کا مذہب یہی ہے کہ اُس معنی پر ایمان لائیں جو اللہ تعالے نے مراد لے ہیں تکییف و تحریف نہ کریں۔ اس آیت کے متعلق بہت حدیثیں مروی ہیں۔ ابن کثیر مطالعہ کریں۔ [2] ابن کثیر۔ [3] بخاری۔

(خازن) فَصَعِقَ۔ ای مات (مختار) الصاعقة على ثلاثة اوجه الموت[1] والعذاب[2] والنار[3] (مفردات)

انبیاء علیہم السلام کے لئے صعقہ بیہوشی ہے۔ اور دوسروں کے لئے موت ہے۔ اسی لئے صحیحین میں آیا کہ پہلے مجھے افاقہ ہو گا۔

(خفاجی) فِيْهِ۔ یعنے اس صور میں۔ اَشْرَقَتْ۔ اَضَاءَتْ (مفردات) اشراق۔ روشن و تاباں شدن (صراح)

جب حق تعالے روز قیامت فیصلہ فرمانے کے لئے تجلی فرمائے گا تو زمین روشن ہو جائے گی (ابن کثیر)۔

وُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِائٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اور صور پھونکا جائیگا تو جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں مرجائیں گے۔ مگر جسے اللہ چاہے (وہ نہ مریگا) پھر دوبارہ صور پھونکا جائیگا تو فوراً سب لوگ کھڑے رہکر دیکھیں گے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوجائیگی اور اعمال نامے (ہاتھوں میں) رکھے جائینگے اور پیغمبر اور (انکی تصدیق کے لئے) گواہ لائے جائیں گے۔ اور لوگوں کے درمیان میں انصاف سے فیصلہ کردیا جائیگا۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا۔ اور ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا ہے پوری جزا دیجائے گی۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں جب پہلا صور پھونکا جائیگا سب مرجائیں گے۔ لیکن جسے اللہ تعالے چاہے موت نہ دے۔ پھر دوسرا صور زندہ کرنے کے لئے پھونکا جائیگا جس سے سب زندہ ہوجائیں گے۔ اور نور الٰہی سے زمین محشر چمک اٹھیگی۔ یہ تجلی عدل و انصاف کے لئے ہوگی۔ اسی لئے ہر ایک کا عمل نامہ اسکے ہاتھ میں دیا جائیگا۔ اور انبیا

وجائ ہشام و کسائی کسرۂ جیم کو ساتھ ضمہ کے اشمام کرتے ہیں۔

الکتاب۔ قتادہ نے کہا اعمال نامہ (ابن کثیر) بالنبیٖن۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہم نے اپنی امتوں کو احکام الٰہی پہونچا دئے (ابن کثیر) والشہداء۔ یعنی امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ وہ فرشتے جو بندوں کے بھلے برے عمل کے نگہبان تھے۔ (ابن کثیر) فقیر کہتا ہے کہ دونوں ہی گواہ ہونگے جسطرح اعضاء و مکان ہوں گے۔ بالحق۔ ای بالعدل (ابن کثیر) ۱۲۔

علیہم السلام کی یاد ہوگی۔ کہ کافروں کو الزام لگائیں۔ اور گواہ بلائے جائیں گے اور مطابق واقع کے فیصلہ ہوگا۔ اور کسی طرح کا کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اعمال سے خوب واقف ہے۔ اسی لئے کافروں کو دوزخ میں لیجانیکا حکم فرمائیگا۔ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ اور جو لوگ ایمان نہ لائے دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھولدئے جائیں گے۔ اور ان سے دوزخ کے دربان کہیں گے۔ کیا تمھارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے کہ وہ تمھارے پروردگار کی آیتیں

وسیق دونوں جگہ شامی وکسائی کسرۂ سین کو ضمہ سے اشمام کرتے ہیں

فتحت نافع وکوفی و بصری و شامی ساتھ تشدید تا اور پڑھتے ہیں۔

وسیق۔ سوق بالفتح راندن (منتخب) مثل قال۔ زمرا۔ جمع زمرة وهی الجماعة القليلة (مفردات) وفتحت۔ بعض اس واو کو واو ثمانیہ کہتے ہیں کیونکہ جنت کے دروازے آٹھ ہیں۔ دوزخ کے سات۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ واو حالیہ ہے۔ اور انکی تعظیم کے لئے پہلے ہی سے دروازے کھولدئے جائیں گے۔ جسطرح کہ مدعو کے لئے پہلے ہی سے دروازے کھولدئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے قیدخانوں کے دروازوں کی طرح ہیں۔ جو کھلے نہیں رہتے۔ بلکہ بعد آنے کے کھولے جاتے ہیں۔ پھر بند کردئے جاتے ہیں (خفاجی)

حقت۔ یقال للفعل والقول الواقع بحسب ما یجب وبقدر ما یجب وفی الوقت الذی یجب کقولنا فعلك حق وقولك حق (مفردات) المتکبرین۔ لام اس میں جنس کے لئے ہے۔ مخصوص بالذم محذوف ہے جس کا ذکر گذر چکا۔ یعنی جہنم ۱۲

تمھیں پڑھکر سناتے تھے۔ اور تمھارے اس روز کے پیش آنے سے تمھیں ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہاں (آئے تو تھے) لیکن (ہم نے انکا کہا نہ مانا اور کفر کیا اور) عذاب کا وعدہ کافروں کے حق میں ثابت ہو گیا (پھر اُن سے) کہا جائیگا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو اُس میں ہمیشہ (رہنے) کے لئے۔ پس متکبروں کا (کیا ہی) بُرا ٹھکانا ہے۔ کافر ذلت سے جہنم کی طرف گروہ گروہ ایک دوسرے کے پیچھے۔ بلحاظِ اختلافِ وجوہ کفر کے ہانکے جائیں گے۔ دوزخ کے سات دروازوں میں سے ہر ایک فریق کا ایک دروازہ ہوگا۔ جب وہ اُس دروازہ پر آئیگا تو دروازہ کھلیگا تاکہ اُس کے پہلے کھلنے سے کسی غیر دوزخی کو ایذا نہ پہونچے۔ اُسوقت دربانِ دوزخ الزامِ حجت کی تجدید کرینگے لیکن کافروں سے سوائے اقرار کے کچھ بن نہ آئیگا۔ آخر ان متکبروں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ بعد داخل ہونے دوزخیوں کے متقیوں کے جنت میں جانیکا ذکر فرماتا ہے۔ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور جو لوگ کہ اپنے پروردگار سے ڈرے جنت کی طرف گروہ گروہ روانہ کئے جائیں گے۔

سلہ بلی قد جاؤنا (ابن کثیر) ؎ ولکن کذبناھم وخالفناھم (ابن کثیر) ؎ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۔ ۱۲

آیات ۷۵

یہانتک کہ جب وہ جنت کے پاس آئیں گے۔ تو اوس کے دروازے کھولدیئے جائیں گے۔ اور ان کو
جنت کے دربان کہیں گے۔ کہ تمپر سلام ہو تم (دنیا میں گناہوں سے) پاک رہے پس تم جنت میں ہمیشہ
رہنے کیلئے داخل ہو۔ اور یہ لوگ کہیں گے۔ کہ اللہ کا ہر طرح شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا
اور ہمیں (جنت کی) زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں پس عمل کرنیوالوں کا ثواب
(کیا ہی) اچھا ہے۔ (اے نبی اسدن) تم فرشتوں کو دیکھوگے۔ کہ گرداگرد عرش گھیرے ہوئے اپنے پروردگار کی
تعریف کی ساتھ (اسکی) تسبیح کرتے ہیں اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کردیا جائیگا۔ اور (اسوقت)
کہا جائیگا کہ تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ اہل جنت بھی بسبب اختلاف
مراتب تقویٰ کے آگے پیچھے جماعت جماعت جائیں گے۔ اور سب سے پہلے تو ہمارے سرکار[1] جاکے دروازے کھلوائینگے۔
اسی لئے جب جنتی وہاں پہنچیں گے تو دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے اور دربان جنت کہیں گے
تمھیں ہر الم سے سلامتی ہے۔ اور تمھارے اعمال و اقوال پاکیزہ ہیں اسی مناسبت سے تم اس پاک جگہ میں داخل ہو
اور ہمیشہ رہو۔ اہل جنت نے سمجھا کہ یہ تعظیم و تکریم محض فضل الٰہی ہے اسی لئے شکر الٰہی کریں گے اور کہیں گے کہ
تونے جو ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے جنت کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا فرمایا۔ اور جنت[2] کی زمین ہماری

لہ ابن کثیر نے امام احمد و مسلم کی سند سے نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھلواؤنگا
دربان پوچھیگا تم کون ہو۔ کہونگا محمد ہوں۔ کہے گا کہ آپ ہی کے لئے مجھے حکم ہوا تھا۔ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ کہولنے کا حکم
نہ تھا۔ پھر ابن کثیر لکھتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ تا ہر مقام میں بنی آدم پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہووے سلہ قال
ابو العالیہ وابو صالح وقتادة والسدی وابن زید ای ارض الجنة (ابن کثیر) ۱۲

جدا کر دی۔ ہم جہاں چاہیں رہیں ہمارے عمل پر جو ہمیں ثواب ملا ہے وہ بہت ہی عمدہ ہے۔ چونکہ جنت کا سقف عرش الٰہی ہے جب وہاں پہونچیں گے تو دیکھیں گے کہ فرشتے عرش الٰہی کو گھیرے ہوئے ہونگے اور اسکی تقدیس و تحمید بیان کرتے ہوں گے۔ اور مخلوق میں انصاف سے فیصلہ ہو جائیگا۔ اسی لئے کہا جائیگا[۱] کہ تمام تعریف رب العٰلمین کے لئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں۔ کلمۂ توحید سے مراد ہے خصوصیت الٰہیہ کہ جو غیر اعراض سے پرے بالذات قائم ہو۔ وحدانیت کمال حق الوہیت میں صفات سے بغیر حلول شراکت و حقیقت کے کسی وقت میں۔ موحد کئی قسم کے ہیں بعض کی توحید وجود میں افراد حق ہو کر بغیر شرکت کے اسکی ملک میں۔ یہ توحید عام مسلمانوں کی ہے بعض کی توحید صرف وجود حق سبحانہٗ میں ثابت ہے غیر حق کو وجود میں شریک نہیں سمجھتے ہیں۔ اور یہ توحید عام طریقت والوں کی ہے بعض کو ہر متحرک کو حرکت فعل الٰہی کا شہود ہوتا ہے بعض کو تمام کثرتوں میں حق سبحانہٗ کی احدیت کا شہود ہوتا ہے بعض کو بجائے اپنے نفس کی صفات کے صفات حق سبحانہٗ کا شہود ہوتا ہے بعض کو ذات حق سبحانہٗ کا شہود بجائے اپنی ذات کے ہوتا ہے بعض کو قیام کمالات میں بسبب تحقق کے تمامی اسماء و صفات کے ہوتا ہے۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ موحد کو چاہئے کہ ہر رنج و غم جو طلب وصال میں ہو اسے شادی سمجھے اور کسی وقت اسے نہ بھولے۔ رباعی۔

یاد ردِ بیار چوں دوائے تو منم	در پیش منکر چو آشنائے تو منم
گر بر سر کوئے عشق من کشتہ شوی	شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

[۱] یہاں کہنے والا کوئی خاص نہیں بیان ہوا۔ بلکہ اطلاق کے ساتھ عام رکھا گیا یعنی اس خوبی سے عدل ہوگا کہ مظلوم تو مظلوم ظالم بھی کہہ اٹھیگا کہ یہ سب ہمارا قصور تھا اور اللہ کے لئے تو ہر طرح کی تعریف ہے۔ الحمد رب العالمین کہ سورت زمر تمام ہوئی

38 - ص
39- الزمر